حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف،
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
مصنف: محمد حسیب القادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: -/90 روپے

ملنے کا پتہ
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

انتساب

اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کرنے والے

حضرت سیّدنا **عثمان غنی** ؓ کے نام

نہ دیکھا کہ نصرت صبر کا انعام ہوتی ہے
نہ سمجھے تھے اطاعت باعث اکرام ہوتی ہے
راہِ فتح پہلی شرط ہے ثابت قدم رہنا
جماعت کا بہم رکھنا جماعت کا بہم رہنا

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
حرفِ آغاز	7
فضائل اہل بیت	9
فضائل ومناقب	14
نام ونسب	20
والدین	22
ولادت باسعادت	27
قبولِ اسلام	29
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت	34
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر	37
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح	38
غزوات میں شمولیت	41
فتح مکہ	62
نقیب اسلام	66
تبلیغ اسلام	68
حجۃ الوداع	70
حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اور کیفیت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	71

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اعرابی کے ساتھ مکالمہ	74
خلافت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	77
خلافت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	79
خلافت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	81
خلیفہ چہارم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	83
تاریخ اسلام کا نازک ترین دور	97
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت	117
حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت	123
حلیہ مبارک	129
ازواج واولاد	130
سیرتِ مبارکہ	134
کشف وکرامت	152
فرمودات	158
کتابیات	160

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود و سلام۔ خلیفہ چہارم، غریق بحر بلا، مقتدائے جملہ اولیاء و اصفیاء، ابوالحسن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان اور مرتبہ بے حد بلند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ طریقت میں شانِ عظیم اور مقامِ ارفع کے مالک ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اہل طریقت کے امام ہیں۔ اہل طریقت و شریعت آپ رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ رہے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان اور فضائل بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے لاڈلی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا شرف بھی حاصل ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں علی (رضی اللہ عنہ) کی محبت نہ ہو۔ ایک اور موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی اور جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی مول لی اس نے اللہ سے دشمنی مول لی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت

باسعادت بیت اللہ شریف میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے انسان تھے جن کے منہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان قریش کی ایک دعوت میں کیا تو قریش کے تمام سرداروں نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو جھٹلا دیا مگر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کمسن اور کمزور ہونے کے باوجود اعلان کیا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دوں گا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اپنے اہل وعیال سے تمہارا یہ انہماک تمہارا مشغلہ نہ بن جائے اور اگر تیرے اہل وعیال ولی اللہ ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ دشمن خدا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے دشمن سے تمہارا کیا واسطہ۔ الغرض امام الاصفیاء حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومراتب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت انسانوں کے لئے ایک بہترین راہِ ہدایت ہے۔ زیر نظر کتاب ''سیرتِ پاک حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے پہلوؤں کو قارئین کے دلوں پر اُجاگر کیا جا سکے۔ اللہ عزوجل کے حضور دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور ہمیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد حسیب القادری

فضائل اہل بیت

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات، آپ ﷺ کی صاحبزادیاں اور داماد یہ سب اہل بیت رسول ﷺ ہیں۔ سورۂ نمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی گھر والی سے فرمایا مجھے ایک آگ نظر آتی ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام کا اہل بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا:

"اے نبی (ﷺ) کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔"

یعنی اللہ عزوجل نے ہر وہ کام جو کہ شریعت کے خلاف ہے، ہر وہ کام جو بارگاہِ الٰہی میں ناپسندیدہ ہے، اہل بیت حضور نبی کریم ﷺ کو ان سے پاک کرنے پر قادر ہے اور اس ضمن میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

"میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔"

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۂ احزاب کی آیت میرے گھر میں نازل ہوئی تھی اور جب یہ آیت نازل ہوئی میں اس وقت دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اہل بیت ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری ازواج اہل بیت ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ احزاب کی آیت نازل

ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ چالیس روز تک فجر کے وقت مسلسل اپنی بیٹی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے رہے اور فرماتے رہے:

> ”اے میرے اہل بیت! تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو، نماز پڑھو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے چھ ماہ بعد تک حضور نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر فجر کے وقت جاتے رہے اور باآوازِ بلند فرماتے:

> ”اے میرے اہل بیت! نماز پڑھو، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ نبی کے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔“

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کے قرابت دار کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اللہ عزوجل کے حضور یوں گویا ہوئے:

> ”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

> ”میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا میرے اہل بیت۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ”اللہ عزوجل سے محبت کرو کہ وہ تمہیں تمام نعمتوں سے سرفراز فرماتا

ہے اور مجھ سے محبت اللہ عزوجل کی خاطر کرو جبکہ میرے اہل بیت سے محبت میرے سبب سے کرو۔‘‘

تفسیر کبیر میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’جو شخص میرے اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی اور جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرا وہ کافر ہو کر مرا۔‘‘

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے۔ انصارِ مدینہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مصارف بہت زیادہ ہیں لیکن آپ ﷺ کی آمدن کچھ نہیں تو انہوں نے اپنا مال واسباب جمع کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی تبلیغی کاوشوں اور نظر کرم سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اخراجات زیادہ ہیں لیکن آمدی کچھ نہیں ہے آپ ﷺ ہماری جانب سے یہ مال ہدیۃً قبول فرمالیں۔ جس وقت انصار یہ بات کر رہے تھے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ پر سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل ہوئی:

’’(یارسول اللہ ﷺ) فرمادیجئے کہ میں اس دعوتِ حق پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔‘‘

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

’’جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔‘‘

صواعق محرقہ میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’مومن اور متقی شخص مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے جبکہ منافق اور شقی القلب ہم سے بغض رکھتا ہے۔‘‘

KUTUBSTAN.BLOGSPOT.COM

ایک اور موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جو میرے اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”روزِ محشر میں چار آدمیوں کی سفارش کروں گا۔ اول وہ جو میرے اہل بیت سے محبت رکھے، دوم وہ جوان کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو، سوم وہ جب میرے اہل بیت بحالت مجبوری اس کے پاس آئیں تو ان کے معاملات احسن طریقے سے نپٹائے اور چہارم وہ جو دل و زبان سے ان کی محبت کا اقرار کرنے والا ہو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اہل بیت:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بائیں جانب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سامنے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نشست ان کے لئے خالی کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: اہل فضل کی فضیلت صرف اہل فضل ہی جان سکتا ہے۔

ابن شہاب کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں جب کبھی بھی حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے ملتے تو اپنی سواری سے اتر کر ان کی عزت و توقیر کرتے اور ان کے ساتھ پیدل چلتے یہاں تک کہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنے گھر پہنچ جاتے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی برائی کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے لے گئے اور فرمایا: تو ان کو جانتا ہے؟ یہ محمد

رسول اللہ ﷺ ہیں اور جس کے تو برائی بیان کرتا ہے وہ ان کے داماد اور چچا زاد بھائی ہیں‘ پس تو علی (رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ بجز بھلائی کے مت کر اگر تو نے علی (رضی اللہ عنہ) کو تکلیف پہنچائی تو تو نے حقیقت میں حضور نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔

حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر نبوی ﷺ پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جایئے؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ واقعی تمہارے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اسے ایسی بات کہنے کو نہیں کہا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: نہیں علی (رضی اللہ عنہ)! اس نے درست کہا یہ اس کے باپ کا منبر ہے۔

مندرجہ بالا فرمانِ الٰہی اور حدیث نبوی ﷺ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے مراتب اور ان کی شان کو بیان کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو انجانے میں حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کی شان میں گستاخی کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک ان کے اہل بیت کی کیا شان ہے؟ اہل بیت کون ہیں؟ اس کی وضاحت ہم قرآنی آیات اور حدیث کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ کا مال حرام ہے۔ ان حضرات میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ‘ حضرت سیّدنا عقیل رضی اللہ عنہ‘ حضرت سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ‘ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولادیں شامل ہیں۔

* * *

فضائل ومناقب

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ رضی اللہ عنہ سے محبت بے مثال ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے جن میں سے ایک حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

مہاجرین وانصار میں آپ رضی اللہ عنہ سابق الاسلام ہیں اور جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہیں اللہ عزوجل ان سے راضی ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ عزوجل کی رضا اور جنت کی نعمتوں کے حقدار ٹھہرے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جا رہا ہوں جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) نے ہارون (علیہ السلام) کو چھوڑا جبکہ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علی (رضی اللہ عنہ) سے بغض نہیں رکھتا۔

بہترین شخص:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کردیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم وفضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔

جس کا ولی میں ہوں علی بھی اس کا ولی ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور فرمایا: تمہارا ولی کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تین مرتبہ جواب میں کہا کہ ہمارے ولی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے اس کا ولی علی (رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں یاد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم والے دن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں کیا فرمایا تھا: مجمع میں سے تیس افراد نے باآوازِ بلند کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کا مولیٰ میں ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کا مولیٰ ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت:

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی

کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔

دنیا و آخرت کے بھائی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مساوات اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے دنیا اور آخرت کے بھائی ہو۔

حب رسول ﷺ:

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ چنانچہ حب رسول اللہ ﷺ کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ کلمات کی بجائے ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کریں اور ان کے فضائل و مناقب کو بیان کرنے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہ لیں۔

تین بہترین فضیلتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین بہترین فضیلتیں ایسی عطا کی گئیں جن میں سے ایک بھی اگر مجھے مل جاتی تو وہ میرے نزدیک دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ تین فضیلتیں کون سی ہیں؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلی فضیلت یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ انہیں وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں۔

تیسری فضیلت یہ کہ غزوۂ خیبر کے دن انہیں علم عطا فرمایا۔

گرمی وسردی کے اثرات:

حضرت عبدالرحمٰن بن لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شدید گرمی کے موسم میں ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سردیوں کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اتنی شدید گرمی میں آپ رضی اللہ عنہ نے سردیوں کا لباس زیب تن فرما رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خیبر کے موقع پر جب میری آنکھیں دکھتی تھیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں کو لگایا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) سے گرمی وسردی کو دور فرما دے۔ چنانچہ اس دن کے بعد مجھے گرمی وسردی کی تکلیف نہ رہی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مانگنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر میں لے کر دعا فرمائی جس سے آپ رضی اللہ عنہ تندرست ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں نے اللہ عزوجل سے جو مانگا اس نے مجھے عطا کیا میں نے اللہ عزوجل سے اپنے لئے وہ مانگا ہے جو میں نے تمہارے لئے مانگا ہے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت سب لوگوں سے زیادہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ تربیت پائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے پیاری بیٹی خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان

سے کیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان جو روابط تھے وہ معنوی نہ تھے۔

بروزِ قیامت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ عزوجل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے اپنی بیٹی کو میرا رفیق بنایا اور مجھے دارِ ہجرت سے مدینہ منورہ لائے اور حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ اللہ عزوجل حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے ہمیشہ حق بات کہی اور حق کا ساتھ دیا۔ اللہ عزوجل حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جن کی حیاء سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔ پھر فرمایا: روزِ محشر میں اس طرح آؤں گا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے دائیں جانب، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے بائیں جانب، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میرے پیچھے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے آگے ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر ایک اعرابی نے کہا کہ کیا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت ہوگی کہ وہ آپ ﷺ کے آگے آگے ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام خلائق میرے اس علم کے سائے تلے ہوں گے۔

درجہ کمال:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اگر جنگوں میں مصروف نہ رہتے تو وہ ہمارے لئے ایسی باتیں چھوڑتے جو تصوف کے لئے بہت ضروری ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو علم لدنی حاصل تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے

سینہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے اندر ایک ایسا علم بھی ہے کاش میں اس کا حامل پاتا اور اس علم کو اس کی جانب منتقل فرماتا۔

ایمان کے چار ستون:

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تصوف کی بنیاد کس پر ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایمان کی بنیاد چار چیزوں پر ہے۔ اول صبر، دوم یقین، سوم عدل اور چہارم جہاد اور تصوف حقیقت میں ایمان ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ شرعی مسائل کو جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول:

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیچیدہ مسئلہ آیا جس کا فیصلہ کرنا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دشوار ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس معاملہ سے آگاہ فرما دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احسان کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آج علی (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو جاتا۔

◆ ◆ ◆

نام و نسب

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ”علی“ اور لقب ”حیدر“ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ’ابوالحسن‘ اور ”ابوتراب“ ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام ابوطالب ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ‘ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔

کنیت ”ابوتراب“ کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ”ابوتراب“ کی وجہ تسمیہ کتب سیر میں یوں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی زوجہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوگئے اور مسجد میں جا کر فرش پر لیٹ گئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو مٹی لگ گئی۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سے ملنے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ‘ آپ رضی اللہ عنہ کو لینے کے لئے مسجد میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوتراب! اٹھ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ اس دن سے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ”ابوتراب“ مشہور ہوگئی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ”ابوتراب“ کے سلسلے میں ایک اور روایت کتب سیر میں یہ موجود ہے کہ غزوہ عشیرہ کے سفر کے دوران جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آرام کرنے کے لئے ایک نخلستان میں قیام کرنے کا حکم دیا تو

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے جا کر لیٹ گئے۔ صحرائی مٹی آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر لگ گئی۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ، آپ رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈتے ہوئے تشریف لائے اور یوں محو خواب دیکھ کر فرمایا: اے ابوتراب! اٹھو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوتراب! میں تجھے یہ نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ بدبخت کون ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بتائیے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور دوسرا وہ شخص جو تیرے چہرہ اور داڑھی کو خون میں ڈبوئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ یہ فرماتے جاتے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرے جاتے تھے۔ چنانچہ اس دن کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' مشہور ہوئی۔

سلسلہ نسب:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا والد ماجد کی جانب سے سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

''علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد پہلی ہاشمی خاتون تھیں جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

* * *

والدین

حضرت ابوطالب:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کا نام ابوطالب ہے۔ حضرت ابوطالب‘ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی تمام ذمہ داری حضرت عبدالمطلب کے سپرد ہوئی۔ پھر جب حضرت عبدالمطلب کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ جو کہ ابھی کم سن تھے ان کی ذمہ داری حضرت ابوطالب نے سنبھال لی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اپنے چچا حضرت ابوطالب سے بے حد محبت تھی۔ حضرت ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد ہر مشکل گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور ہمہ وقت آپ ﷺ کی حفاظت فرماتے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ حضرت ابوطالب دائرہ اسلام میں داخل ہوں اس کے لئے وہ گاہے بگاہے آپ کو دعوتِ اسلام دیتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔

حضرت ابوطالب کا نام عبدمناف تھا۔ آپ کثیر العیال تھے اور آپ کی مالی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور یوں حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری سنبھال لی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوطالب جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ اس وقت آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو ایک مرتبہ پھر دعوتِ

اسلام دی۔ حضرت ابوطالب نے پوچھا کہ وہ کلمہ کون سا ہے جو مجھے نجات دے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو کلمہ توحید (لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واشھدان محمد رسول اللّٰہ) سکھایا۔ حضرت ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! میں جانتا ہوں کہ تو میرا خیر خواہ ہے لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اہل قریش یہ نہ کہیں کہ میں نے موت کے ڈر سے مسلمان ہو گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے جانے کے کچھ دیر بعد حضرت ابوطالب وصال فرما گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر والد بزرگوار کے وصال کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ ایک مشفق چچا کے سائے سے محروم ہو گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ انہیں غسل دو اور تجہیز و تکفین کا انتظام کرو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف لے گئے اور جنازے میں شمولیت اختیار کی۔ آپ ﷺ فرماتے جاتے تھے: چچا جان! آپ نے میرے ساتھ صلہ رحمی کی اور میرے حق میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتی اللہ عزوجل آپ کے ساتھ صلہ رحمی فرمائے اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابن ہشیم کی روایت ہے کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے والد بزرگوار نے میرے دادا حضرت عبدالمطلب کی پیروی کی یہاں تک کہ وصال فرمایا اور مجھے وصیت کی کہ مجھے حضرت عبدالمطلب کی قبر میں دفن کرنا۔ پس میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ان کی وصیت کے مطابق عمل کرو۔ چنانچہ ہم نے انہیں غسل دیا اور دفن کرنے کے لئے قبرستان حجون میں لے گئے جہاں حضرت عبدالمطلب کی قبر تھی۔ میں نے حضرت عبدالمطلب کی قبر کو کھود کر اس کا تختہ اٹھایا تو میں نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا منہ قبلہ رُخ تھا۔ میں نے ان کا یہ حال دیکھ کر اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کی اور اس تختہ کو دوبارہ رکھ دیا۔

معتبر روایات میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت ابوطالب نے اسلام قبول کر لیا

تھا لیکن انہوں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الاصابہ فی تمیز الصحابہ'' میں اس امر کی گواہی دی کہ حضرت ابوطالب 'صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس ضمن میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب سردارانِ قریش ا فِ ہوکر حضرت ابوطالب کی خدمت میں آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی شکایت کی کہ وہ ہمارے خداؤں کو جھوٹا کہتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی رکھ دو تب بھی تبلیغ اسلام سے باز نہیں آؤں گا اور حضرت ابوطالب نے اس کے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم! میرا بھتیجا کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور حضرت ابوطالب کا یہ اقرار زبان سے تھا اور اس کی تصدیق دل سے تھی اور ایمان کی حقیقت بھی یہی ہے کہ زبان سے اقرار کیا جائے اور دل سے تصدیق کی جائے۔

حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابوطالب سابق الایمان تھے اور کسی بھی مشرک کی حمایت نبی کے لئے سرے سے ہی حرام ہے۔

حضرت ابوطالب مومن تھے اسی لئے اپنی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کی حمایت میں بسر کی اور حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے لئے کسی بھی مشرک سے دین کے لئے مدد لینا حرام ہے۔

حضرت ابوطالب کا وصال ۱۰ نبوی میں ہوا۔ روایات میں ہے کہ حضرت ابوطالب اور اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے پناہ ظلم کئے جس کے نتیجے میں ہجرتِ مدینہ کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوطالب سے ہوا اور جب آغازِ اسلام میں بنوہاشم نے حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہا دائرہ اسلام

میں داخل ہو گئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد بچپن سے ہی نہایت بلند اوصافِ حمیدہ کی مالک تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی انہی نیک خصلتوں کی وجہ سے حضرت عبدالمطلب نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے بیٹے حضرت ابوطالب کے لئے پسند کیا۔ ۱۰ نبوی میں حضرت ابوطالب کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی سرپرستی کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے کندھوں پر اٹھا لی اور حضور نبی کریم ﷺ پر اپنے بچوں سے بھی زیادہ مشفق رہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب تمام مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد سے بہت محبت تھی۔ آپ ﷺ اکثر و بیشتر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں آرام فرماتے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جب نکاح حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، دخترِ رسول اللہ ﷺ سے ہوا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ آتی ہیں، میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ رضی اللہ عنہا کی مدد کریں گی۔

ہجرتِ نبوی ﷺ کے چوتھے یا پانچویں سال مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر ملی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور سرہانے کے نزدیک کھڑے ہو کر فرمایا:

> "اے میری ماں! اللہ عزوجل آپ (رضی اللہ عنہا) پر رحم فرمائے، آپ (رضی اللہ عنہا) نے خود بھوکا رہ کر مجھے کھلایا اور اپنی لباس کی ضرورت کو پس پشت ڈال کر میری ضرورت کو پورا کیا۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتاری اور حضرت سیّدنا علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ میری قمیض سے انہیں کفن دو۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جنت البقیع میں قبر کھودی اور حضور نبی کریم ﷺ نے قبر مبارک میں لیٹ کر دعا فرمائی: الٰہی! میری ماں کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو وسیع فرما۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں قبر مبارک میں اُتارا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے وصال پر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ زاروقطار روتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتار کر کفن دیا اور قبر مبارک میں لیٹ کر فرمایا:

> ”مہربان چچا ابوطالب کے وصال کے بعد انہوں نے میرے ساتھ شفقت فرمائی اور میرے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئیں۔“

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے وصال پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ کو میری ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد پر درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے قبر مبارک کو خود کھودا اور اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کا جنازہ تیار ہوا تو جنازہ کو خود کندھا دیتے ہوئے قبر مبارک تک تشریف لائے اور خود اپنے ہاتھوں سے قبر مبارک میں اتارا اور دعائے خیر فرمائی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ چچا ابوطالب کے بعد میں سب سے زیادہ احسان مند ان کا ہوں جنہوں نے مجھے اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر میری ضرورت کو پورا کیا اور خود فاقے رہ کر مجھے کھانا کھلایا۔

* * *

ولادت باسعادت

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے تیسویں سال پیدا ہوئے۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ سے تیس برس چھوٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام ”علی“ بھی حضور نبی کریم ﷺ نے تجویز کیا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک دس سال تھی۔

زاہد یمن مشرم بن وعیب کی پیشین گوئی:

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ یمن میں ایک زاہد رہتا تھا جو ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا تھا۔ اس زاہد کا نام مشرم بن وعیب تھا اور یہ زاہد یمن کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی عمر ایک سو نوے سال تھی اور یہ اکثر اوقات یہ دعا کرتا تھا کہ الٰہی! اپنے حرم سے کسی بزرگ کو بھیج تاکہ میں اس کی زیارت سے مشرف ہو سکوں۔ اس زاہد کی دعا قبول ہوئی اور حضرت ابو طالب تجارت کے لئے یمن وارد ہوئے اور اس زاہد سے ملاقات ہوئی۔ زاہد نے جب آپ کو دیکھا تو نہایت تعظیم سے پیش آیا اور پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ حضرت ابو طالب نے کہا کہ میں تہامہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے تہامہ؟ حضرت ابو طالب نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ۔ زاہد نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ حضرت ابو طالب نے جواب دیا کہ میرا تعلق بنی ہاشم بن عبد مناف سے ہے۔ زاہد نے جب حضرت ابو طالب کی بات سنی تو بے اختیار آگے بڑھ کر بوسہ لیا اور کہا: الحمدللہ! میری دعا قبول ہوئی اور مجھے حرمین شریفین کے خادم کی زیارت نصیب ہوئی۔ پھر اس

زاہد نے آپ سے نام دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ میرا نام ابوطالب ہے۔ زاہد نے پوچھا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے تو حضرت ابوطالب نے بتایا کہ میرے والد کا نام عبدالمطلب ہے۔ زاہد نے جب حضرت عبدالمطلب کا نام سنا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا: میں نے الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے جن میں سے ایک نبی ہوگا اور دوسرا ولی اللہ اور ان کا جو پوتا نبی ہوگا اس کے والد کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوگا اور جو ولی ہوگا اس کے والد کا نام ابوطالب ہوگا۔

جب نبی تیس سال کے ہو جائیں گے اس وقت اللہ کا یہ ولی پیدا ہوگا اور اے ابوطالب! وہ نبی پیدا ہو چکے ہیں یا نہیں؟ حضرت ابوطالب نے کہا: میرے بھائی عبداللہ کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس وقت قریباً انتیس برس کا ہے۔ اس زاہد نے کہا: آپ جب واپس جائیں تو انہیں میرا سلام کہیں اور کہیں کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر جب وہ نبی اس دنیا سے پردہ فرما جائیں گے تو پھر آپ کے بیٹے کی ولایت ظاہر ہوگی۔

حضرت ابوطالب نے اس زاہد کی بات سن کر فرمایا کہ میں اس حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں؟ اس زاہد نے کہا: آپ وہ چیز چاہتے ہیں جس سے میری سچائی کا علم ہو؟ حضرت ابوطالب نے ایک سوکھے درخت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اس درخت سے تازہ انار چاہئیں؟ اس زاہد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے نبی اور ولی کی تعریف کی ان کے صدقے میں مجھے تازہ انار عطا فرما۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ہرا بھرا ہو گیا اور اس میں تازہ انار پک گئے۔ حضرت ابوطالب نے وہ انار کھایا اور اس عابد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مستند ذرائع سے روایت کیا ہے جس سے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کی ان کی پیدائش سے پہلے پیشین گوئی کی گئی ہے۔

* * *

قبولِ اسلام

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے متعلق حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی بروزِ پیر نازل ہوئی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اگلے روز یعنی بروز منگل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ اور اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مصروف دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیسی عبادت ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا دین ہے اور اللہ نے مجھے اپنے دین کی تبلیغ اور لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے چنا ہے اور میں تمہیں اسی اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیران ہو گئے اور پوچھا کہ میں نے پہلے کبھی اس دین کے بارے میں کچھ نہیں سنا اس بارے میں فیصلہ کرنا مشکل نظر آتا ہے اس لئے میں اس بارے میں اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) تمہیں اس بات کا حق حاصل ہے لیکن ابھی تم اس بات کا ذکر کسی اور شخص سے نہ کرنا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ اس

بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس رات جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سونے کے لئے لیٹے تو وہ اس بات پر غور کرتے ہوئے سو گئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب کو روشنی عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے مشورہ کئے بغیر اگلے روز حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان سے عرض کیا کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل فرمالیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ توحید پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ کہا کہ میں اپنے والد بزرگوار سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دوں گا اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت سے اپنے والد بزرگوار کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں خیال آیا کہ والد بزرگوار نے یہ نصیحت کی تھی کہ تمہیں محمد (ﷺ) کسی بھی بات کی دعوت دیں تو اسے ضرور قبول کرنا اور ان کی نفی نہ کرنا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فوراً پلٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ابتدائے اسلام میں عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک آبادی میں عبادت کی غرض سے تشریف لے جاتے۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عبادت میں مصروف تھے کہ حضرت ابوطالب، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے اُدھر آ نکلے۔ حضرت ابوطالب نے جب اپنے بھتیجے اور بیٹے کو اس طرح عبادت میں مصروف دیکھا تو حیران ہوئے کہ یہ کس طرح کی عبادت کر رہے ہیں؟ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: پیارے بھتیجے! یہ کیا ہے جو تم کر رہے ہو؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چچا محترم! یہ میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میرے چچا! آپ اس بات

کے زیادہ حق دار ہیں کہ میں آپ کو اس دین کی دعوت دوں اور اس دعوت کو قبول کرنا آپ کا حق ہے آپ میری اس دعوت کو قبول فرمائیں اور میری مدد کریں۔

حضرت ابوطالب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے کے بعد کہا: پیارے بھتیجے! تم درست کہتے ہو لیکن میں اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا لیکن تم اس بات پر اطمینان رکھو کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ پھر حضرت ابوطالب اپنے بیٹے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے جنہوں نے ابھی تک ان سے اپنے قبولِ اسلام کو چھپا رکھا تھا ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! اے میرے فرزند! تمہیں انہوں نے راہِ حق کی دعوت دی ہے تم ان کے ساتھ رہو اور ان کی خدمت کو اپنا شعار بنالو ان کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا کیونکہ یہ جو بات بھی تم سے کہیں گے وہ نیکی اور بھلائی کی بات ہوگی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار کی بات سنی تو ان کو اطمینان ہو گیا اور جس بات کا خدشہ تھا وہ دور ہو گیا۔ اب آپ رضی اللہ عنہ مزید کھل کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبادت میں مصروف رہنے لگے۔

قریش کو دعوتِ اسلام:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد خفیہ طور پر اپنی تبلیغ جاری رکھی اور اس عرصہ میں کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ تین برس کی خفیہ تبلیغ کے بعد اللہ عزوجل نے سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل فرمائی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

"(اے پیغمبر)! اپنے رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے مطابق کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا۔ جب تمام قریش جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار

ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر قریش غصے میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے واپس جانے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کی تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوت دو۔ چنانچہ ایک دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں بنی عبدالمطلب کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں حضرت عبدالمطلب کے تمام بیٹے حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطالب اور ابولہب وغیرہ نے شرکت کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کے اختتام پر ان حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! آج تک اہل عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو مجھ سے بہتر پیغام دے، میں تمہیں اس پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ ایک روز ہم سب نے مرنا ہے اور مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے، اس وقت اعمال کا حساب لیا جائے گا اور نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ آگ اور عذاب ہے۔ اے بنی عبدالمطلب! تم جانتے ہو کہ میں کمزور ہوں اور مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہے پس جو میری مدد کے لئے کھڑا ہو گا وہ میرا بھائی ہو گا۔ اب تم میں سے کون ہے جو میری اس دعوت کو قبول کرے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کو سن کر بنی عبدالمطلب نے منہ پھیر لئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلا خوف و خطر گویا ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں عمر میں اس وقت چھوٹا ہوں، کمزور ہوں لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کروں گا اور جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں

گا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس بات کی جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تو میرا بھائی اور وارث ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کم سنی اور ان کی جسمانی کمزوری کا ابولہب نے مذاق اڑانا شروع کر دیا لیکن وہ بدبخت' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قوتِ روحانی کا ادراک کرنے سے قاصر تھا۔

اعلانِ نبوت کے چوتھے سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الحجر کے نازل ہونے کے بعد علی الاعلان تبلیغ اسلام شروع کی تو مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور نومسلموں کے خلاف ظلم وستم کا بازار گرم کر دیا۔ مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانے والوں میں ابولہب اور ابوجہل سرفہرست تھے جن کی اسلام دشمنی کی بدولت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدہ کو پورا کیا اور ہر مشکل گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم رہے اور مشرکین مکہ کے مظالم کو برداشت کرتے رہے۔

◆◆◆

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت

۱۱ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ حج کے لئے آنے والے قبائل کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے منیٰ پہنچ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں عقبیٰ گھاٹی کے پاس جہاں آج ''مسجد العقبہ'' واقع ہے تشریف فرما ہوئے۔ قبیلہ خزرج کے چھ آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان کا نسب معلوم کیا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں قرآن مجید کی چند آیات سنائیں اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اور قرآن مجید کی آیات سن کر وہ بے اختیار پکار اٹھے کہ یہودی جس نبی آخری الزمان کی خوشخبری دیتے رہے ہیں وہ یقیناً آپ ﷺ ہی ہیں لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام قبول کر لیں اور یہ کہتے ہوئے ان چھ حضرات نے اسلام قبول کر لیا اور واپس مدینہ منورہ جا کر اپنے خاندان اور رشتہ داروں کو بھی دین اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی۔

مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ اس دوران اسلام اور مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ کی شکل میں ایک پناہ گاہ تیار کر چکے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوتِ عام دی کہ وہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابھی تک مدینہ منورہ کی جانب ہجرت نہیں کی تھی۔

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ آماجگاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو انہوں نے تمام سرداروں کی ایک

کانفرنس بلائی جس میں یہ طے کیا گیا کہ تمام قبائل کا ایک ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے باہر اکٹھا ہو اور یکبارگی سے ان پر حملہ کر کے انہیں (نعوذ باللہ) قتل کر دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹانے کے بعد خود حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے جہاں سے حضور نبی کریم ﷺ کا سفر ہجرت شروع ہوا۔[1]

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے موجب بستر پر لیٹ گئے اور چادر اوڑھ لی۔ مشرکین مکہ نے رات بھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ جاری رکھا لیکن علی الصبح انہیں پتہ چلا کہ وہ جس مقصد کے لئے یہاں آئے تھے وہ تو ناکام ہو چکا اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر نکل چکے ہیں۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور

---

[1] حضور نبی کریم ﷺ کا سفر ہجرت کتاب ''سیرت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مٹھی بھر مٹی لے کر ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھ سکے اور حضور نبی کریم ﷺ با آسانی نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مشرکین مکہ، حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے ان کو آ کر اطلاع دی کہ تم جن کا انتظار کر رہے ہو وہ مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں۔ مشرکین کی اس جماعت میں سے ایک شخص نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر کسی کو سوتے پایا۔ جب انہوں نے اندر داخل ہو کر سوئے ہوئے کے اوپر سے چادر اتاری تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کہاں ہیں لیکن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ میں یہاں لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں نہ کہ تمہاری طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نگرانی کرنے پر، حضور نبی کریم ﷺ کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں؟ مشرکین مکہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود تن تنہا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک قصبہ ''قبا'' میں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ یہاں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جس کی تعمیر میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ اس مسجد کی تعمیر چونکہ جمعہ کے روز مکمل ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی نماز اس مسجد میں ادا کی اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد جمعہ'' پڑ گیا اور تاریخ میں یہ مسجد اسی نام سے مشہور ہوئی۔

* * *

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت کی بنیاد رکھی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آمد کے بعد اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی کہ ایک مسجد کی تعمیر کی جائے جہاں تمام مسلمان نماز ادا کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی رہائش گاہ کے نزدیک ایک باغ جس کا نام بنوالنجار تھا اور یہ باغ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا اسے مسجد کے لئے پسند کیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس باغ کی قیمت ادا کی اور اسے وقف کر دیا۔ اس باغ میں چند درخت اور کھنڈرات کے علاوہ کچھ مشرکین کی قبریں بھی موجود تھیں جنہیں ہموار کر دیا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ تاریخ اسلام میں اس مسجد کو ''مسجد نبوی ﷺ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ شامل رہے اور دیواروں کی چنائی کے لئے اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اینٹیں اٹھاتے اور ذیل کا مصرعہ پڑھتے جاتے تھے:

> ''مسجد کی تعمیر میں جو بھی مشقت اٹھاتا ہے خواہ کھڑے ہو کر ہو یا بیٹھ کر ہو اور جو گرد و غبار کی وجہ سے اس کام سے اپنی جان چھڑاتا ہے وہ برابر نہیں ہو سکتے۔''

* * *

مٹھی بھر مٹی لے کر ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھ سکے اور حضور نبی کریم ﷺ با آسانی نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مشرکین مکہ، حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے ان کو آ کر اطلاع دی کہ تم جن کا انتظار کر رہے ہو وہ مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں۔ مشرکین کی اس جماعت میں سے ایک شخص نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر کسی کو سوتے پایا۔ جب انہوں نے اندر داخل ہو کر سوئے ہوئے کے اوپر سے چادر اتاری تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کہاں ہیں لیکن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ میں یہاں لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں نہ کہ تمہاری طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نگرانی کرنے پر، حضور نبی کریم ﷺ کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں؟ مشرکین مکہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود تن تنہا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر ہجرت شروع کر دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک قصبہ ''قبا'' میں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ یہاں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جس کی تعمیر میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ اس مسجد کی تعمیر چونکہ جمعہ کے روز مکمل ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی نماز اس مسجد میں ادا کی اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد جمعہ'' پڑ گیا اور تاریخ میں یہ مسجد اسی نام سے مشہور ہوئی۔

◆

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت کی بنیاد رکھی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آمد کے بعد اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی کہ ایک مسجد کی تعمیر کی جائے جہاں تمام مسلمان نماز ادا کرسکیں۔ اس مقصد کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی رہائش گاہ کے نزدیک ایک باغ جس کا نام بنو النجار تھا اور یہ باغ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا اسے مسجد کے لئے پسند کیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس باغ کی قیمت ادا کی اور اسے وقف کردیا۔ اس باغ میں چند درخت اور کھنڈرات کے علاوہ کچھ مشرکین کی قبریں بھی موجود تھیں جنہیں ہموار کردیا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ تاریخ اسلام میں اس مسجد کو ''مسجد نبوی ﷺ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ شامل رہے اور دیواروں کی چنائی کے لئے اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اینٹیں اٹھاتے اور ذیل کا مصرعہ پڑھتے جاتے تھے:

> ''مسجد کی تعمیر میں جو بھی مشقت اٹھاتا ہے خواہ کھڑے ہو کر ہو یا بیٹھ کر ہو اور جو گرد و غبار کی وجہ سے اس کام سے اپنی جان چھڑاتا ہے وہ برابر نہیں ہو سکتے۔''

* * *

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاجزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی جواب دیا کہ مجھے حکم الٰہی کا انتظار ہے۔ ایک دن حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ محو گفتگو تھے اور گفتگو کا موضوع تھا کہ ہمارے سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہے لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں لیکن وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں۔ چنانچہ یہ حضرات اسی وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچیں تو انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دختر نیک اختر کا رشتہ مانگیں انہیں یقین ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانثاری اور شرافت کی بناء پر انہیں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ دے دیں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کی تحریک پر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک ذرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنی ذرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تحفۃً دے دی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس سے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید فرمائیں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خود حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح ۱ھ میں ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پیغام سنا تو آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا

ہے کہ میں اپنی لاڈلی بیٹی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کردوں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تمام مہاجرین وانصار میں منادی کروادو کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائیں۔ چنانچہ مہاجرین وانصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کردیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد یعنی نکاح کے قریباً سات یا آٹھ ماہ بعد ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ تمام مہاجرین وانصار کو اپنے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوتِ ولیمہ سے بہترین دعوتِ ولیمہ کوئی نہ تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہاری شادی خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

> ''الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا اور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا' ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔''

* * *

KITABISTAN.BLOGSPOT.COM

غزوات میں شمولیت

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانثاری بے مثال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ‘ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شامل ہوئے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر داد پائی۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ نے جن غزوات میں شمولیت اختیار کی ان کا مختصراً تذکرہ بیان کیا جارہا ہے۔

غزوۂ بدر:

رمضان المبارک ۲ ہجری میں بدر کے مقام پر حق و باطل کا پہلا معرکہ پیش آیا۔ بدر‘ مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ایک کنویں کے نام بدر سے اس گاؤں کا نام بدر مشہور ہوا۔ غزوۂ بدر میں لشکر اسلام کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن کے پاس ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے جبکہ کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان بھی وافر موجود تھا۔ بدر کا معرکہ اصل میں مہاجرین مکہ کے لئے سخت آزمائش تھی کیونکہ ان کے باپ‘ بھائی‘ اولاد اور عزیز و اقارب ان کے مقابلے میں تھے لیکن ان مجاہدین نے اپنے خونی رشتوں کی بجائے اپنے دین اور مذہب اسلام کو ترجیح دی اور ان کے مقابلے میں صف آراء ہوئے۔

غزوۂ بدر کا آغاز اس وقت کے جنگی قواعد و ضوابط کے مطابق پہلا فرداً فرداً ہوا۔ میدانِ جنگ میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ جنگ میں اترا۔ ان تینوں سے مقابلے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تین انصاری نوجوانوں کو میدانِ جنگ میں اُتارا۔ عتبہ نے جب ان انصاریوں کو دیکھا تو اس نے للکار کو

حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے مقابلے میں ہمارے بھائیوں (چچازاد) کو میدانِ جنگ میں بھیجیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان تینوں انصاری نوجوانوں کو واپس بلایا اور حضرت سیّدنا امیر حمزہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عبیدہ بن حارث اس وقت ضعیف تھے اور ان کی عمر اس وقت قریباً اسی برس تھی لیکن آپ رضی اللہ عنہ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا اور حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اپنے مدمقابل کی گردنیں اڑا دیں۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے اس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر رہے تھے، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عتبہ کی گردن اڑا دی جس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بہترین جنگی حکمت عملی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت نے جلد ہی کفار کے قدم اکھاڑ دیئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔ اس پہلے معرکہ حق و باطل میں فتح دین اسلام کی ہوئی جس نے مستقبل میں ظاہر کر دیا کہ اسلام اور کفر میں سے کس کو جینے کا حق ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا۔

حق و باطل کی اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔ کفار کا سردار اور دین اسلام کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل بھی اس معرکے میں مارا گیا۔ غزوہ بدر میں چودہ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار شامل تھے جنہیں مقامِ بدر میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ کے اختتام پر کفار کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر

ان کو ایک ایک کر کے پکارنا شروع کیا اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچ پایا ہے۔

معرکہ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل بدر میں شامل تمام حضرات سے اللہ عزوجل واقف ہے اور اس نے ان کو بخش دیا اور آج کے بعد یہ بھی عمل کریں لیکن جنت ان کے لئے واجب ہو چکی ہے۔

غزوۂ احد:

حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس معرکہ کی وجہ یہ تھی کہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے جو ستر آدمی مارے گئے ان میں ایک بڑی تعداد سردارانِ مکہ کی تھی اور ان میں وہ افراد بھی شامل تھے جنہوں نے ہجرت کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کی منصوبہ بندی کی اور حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے باہر موجود رہے تھے۔ مشرکین مکہ کو ان کی عورتوں نے ابھارا کہ اگر ان میں حوصلہ نہیں تو وہ لڑنے کے لئے نکل پڑیں گی۔ الغرض مشرکین مکہ نے تین ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر جنگ کے لئے تیار کیا جس کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ مشرکین مکہ کے اس لشکر میں سات سو زرہ پوش، تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کے ان ناپاک ارادوں کی خبر آپ ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے دی جو اسلام قبول کر چکے تھے اور مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب مشرکین مکہ کے ارادوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت انس اور مونس رضی اللہ عنہم کو مشرکین مکہ کے لشکر کی خبر لینے کے لئے بھیجا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کے جنگی اسباب سے آگاہی ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد یہ حکمت عملی طے کی کہ کفار کے لشکر سے مقابلہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کیا جائے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ قریباً ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ

منورہ سے باہر نکلے اور احد پہاڑ پر پہنچے۔ اس دوران عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ آپ ﷺ کو دھوکہ دیا اور میدانِ جنگ سے لوٹ گیا جس کے بعد لشکر اسلام کی تعداد سات سو رہ گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے تین پرچم تیار کئے جن میں سے ایک پرچم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو عطا کیا' دوسرا پرچم آپ ﷺ نے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا جبکہ تیسرا جھنڈا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیراندازوں کا سالار مقرر کیا گیا جسے حضور نبی کریم ﷺ نے احد پہاڑ کی عقبی گھاٹی پر تعینات کیا۔

جب لشکر اسلام اور کفار آمنے سامنے ہوئے تو ابوسعد بن ابی طلحہ کفار کے لشکر سے باہر نکلا اور اس نے آ کر لشکر اسلام کو للکارا کہ کون ہے جو اس کا مقابلہ کرے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پر ایک وار کیا جس سے وہ نیچے گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔ اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی اور لشکر اسلام نے کفار کو ایک مرتبہ پھر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس دوران حضور نبی کریم ﷺ نے تیراندازوں کی جس جماعت کو احد پہاڑ کی گھاٹی پر تعینات کیا تھا وہ اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنے والوں میں شامل ہو گئے اور خالد بن ولید کی سربراہی میں کفار کے ایک لشکر نے اس گھاٹی سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اس دوران کفار نے حضور نبی کریم ﷺ پر بھی حملہ کر دیا جس سے آپ ﷺ کی حفاظت پر مامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ شہید اور کچھ زخمی ہو گئے جبکہ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ ﷺ کو کئی زخم آئے۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر لشکر اسلام کے حوصلے پست ہو گئے

KITABISTAN.BLOGSPOT.COM

لیکن اس دوران اطلاع ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ زخمی ہیں چنانچہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے حصار میں لیا اور احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چلے گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے زخم صاف کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار کا راستہ روکا کہ وہ اس گھاٹی کے نزدیک نہ پہنچ سکیں۔ ابوسفیان اس گھاٹی کے نزدیک آیا اور اس نے باآوازِ بلند حضور نبی کریم ﷺ کو پکارا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکارا لیکن انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پکارا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔ ابوسفیان نے ہے میں آکر نعرہ لگایا کہ سارے مر گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ ہرزہ رسائی سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند پکارا: اے دشمن خدا! ہم زندہ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: ہبل بلند ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا: اللہ سب سے بڑا اور بلند مرتبے والا ہے۔ ابوسفیان نے اس کے جواب میں کہا: آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ہمراہ میدانِ جنگ سے واپس چلا گیا۔

غزوہ احد میں مسلمانوں کو بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بے شمار جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اس معرکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہردلعزیز چچا حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ''سیّد الشہداء'' کا لقب دیا۔

غزوہ حمرۃ الاسد:

شوال ۳ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اطلاع

دی کہ کفار کا لشکر ابوسفیان کی سربراہی میں حمرۃ الاسد میں اکٹھا ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حمرۃ الاسد پہنچے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو علم عطا فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے ہمراہ تین دن تک حمرۃ الاسد میں قیام کیا لیکن جنگ کی نوبت پیش نہ آئی۔

غزوۂ بنونضیر:

ربیع الاول ۴ ہجری کو حضور نبی کریم ﷺ کو حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلامی کے ہمراہ بنونضیر روانہ ہوئے تا کہ عبداللہ بن ابی سلول منافق جو کہ بنونضیر کا حلیف تھا اور حقیقتاً اسلام کا دشمن ہے اور بنونضیر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف سازش کر رہا تھا اس کی سرکوبی کی جائے۔ آپ ﷺ نے لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز بنونضیر کے میدان میں ادا فرمائی۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ اسلامی لشکر ان پر حملہ آور ہو رہا ہے تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کے اندر سے تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کر دی۔

روایات میں آتا ہے کہ بنونضیر، حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے وقت سے ہی قریش کے ساتھ خط و کتابت رکھے ہوئے تھے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر عبداللہ بن ابی سلول منافق جس نے غداری کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا تھا اور بنونضیر کے پاس قیام پذیر تھا ان کی سازشوں کو ختم کرنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ بنونضیر کو سبق سکھانے کے لئے روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام نے بنونضیر کا محاصرہ کر لیا جو قریباً پندرہ روز تک جاری رہا۔ اس دوران بنونضیر کا ایک ماہر تیرانداز غروا اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ قلعہ سے باہر آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کا مقابلہ کیا اور غروا کا سر قلم کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے

قدموں میں ڈال دیا۔

عبداللہ بن ابی سلول منافق نے بنونضیر سے وعدہ کیا کہ وہ بنوقریظہ کے ساتھ معاہدہ کرچکا ہے اور وہ عنقریب ان کی مدد کے لئے آنے والے ہیں لیکن بنوقریظہ ان کی مدد کے لئے نہیں آئے۔ عبداللہ بن ابی سلول چونکہ منافق تھا اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے فرار ہوگیا۔ بنونضیر کے جب وسائل ختم ہونے لگے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں ان کے مال واسباب سمیت یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چھ سو اونٹوں پر اپنا مال واسباب لاد کر مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔

بنونضیر کا سردار حی بن اخطب تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کیا کہ وہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے۔ بنونضیر کے قلعے خالی ہوگئے اور ان کی عداوت بے نقاب ہو چکی تھی۔ سرکش یہودیوں کی رسوائی ہوئی اور ان کا غرور مٹ گیا۔

غزوۂ بدر الصغریٰ:

غزوۂ احد سے واپسی پر ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چیلنج کیا تھا کہ وہ آئندہ سال بدر میں ان سے پھر مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کے اس چیلنج کو قبول کرلیا تھا۔ چنانچہ ۴ ہجری میں مکہ میں قحط پڑ گیا اور انہوں نے بنوقریظہ کے یہودیوں اور منافقین کے ساتھ مل کر یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا اور مدینہ منورہ میں یہ افواہ پھیلا دی کہ وہ ایک بہت بڑا لشکر جنگ کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ لئے اور بدر کے میدان میں پہنچ کر خیمہ زن ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آٹھ دن کے انتظار کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ تو مکہ مکرمہ سے باہر ہی نہیں نکلے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے اس چیلنج کو قبول کرنے اور بدر پہنچنے سے مشرکین مکہ شرمندہ ہوئے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پختہ عزم سے بھی بے حد مرعوب ہوئے۔

غزوۂ بنی مصطلق:

مدینہ منورہ سے یہودیوں کی جلاوطنی کے بعد مشرکین مکہ اور یہود کے روابط مزید مضبوط ہو گئے اور انہوں نے مشترکہ طور پر حضور نبی کریم ﷺ اور دین اسلام کے خلاف سازشوں کا آغاز کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب کسی سازش کی خبر ملتی آپ ﷺ فوراً لشکر اسلام کے ہمراہ اس سازش کو ختم کرنے کے لئے روانہ ہو جاتے۔ چنانچہ محرم الحرام ۵ ہجری میں آپ ﷺ ذات الرقاع کی مہم پر چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ کے شمال میں بنو غطفان کی سرحد پر تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس مہم میں لشکر اسلام کے ہمراہ تھے۔ لشکر اسلام جب بنو غطفان پہنچا تو تمام یہودی قبائل لشکر اسلام کی ہیبت کی وجہ سے فرار ہو گئے۔

ربیع الاول ۵ ہجری میں ایک مرتبہ پھر خبر آئی کہ دومۃ الجندل میں کفار کا ایک عظیم لشکر اکٹھا ہو رہا ہے اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ لئے اور ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس مہم میں حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ تھے۔ جب لشکر اسلام دومتہ الجندل پہنچا تو کفار میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

شعبان ۵ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان گذشتہ واقعات کے پس منظر میں لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا اور مدینہ منورہ سے مریسیع پہنچے تا کہ بنی مصطلق جو کہ سازشوں میں مصروف تھے ان کی سرکوبی کی جا سکے۔ بنی مصطلق، لشکر اسلام کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی صفوں کو منظم کیا اور ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے بنی مصلطق کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں اپنی بہادری کے بے مثال جوہر دکھائے۔ اس غزوہ میں

بنی مصطلق کے رئیس حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ''جویریہ'' حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں اور اُم المومنین کے لقب سے سرفراز ہوئیں۔

غزوۂ خندق:

شوال ۵ ہجری میں غزوۂ خندق جسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے پیش آیا۔ مدینہ منورہ کے نواح میں واقع یہودی قبائل حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد کے بعد اس بات سے مشتعل تھے کہ ان کو جو مقام مدینہ منورہ میں حاصل تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے ختم ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تمام یہودی قبائل حضور نبی کریم ﷺ اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ آمد کے بعد ان قبائل سے معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے وہ مسلمانوں اور مسلمان ان کی مدد کرنے کے پابند تھے لیکن ان قبائل نے معاہدوں کی خلاف ورزی کی اور حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے خلاف جہاد کرنا پڑا۔ چنانچہ دو قبائل بنونضیر اور بنوقیقاع شکست کھا کر جلاوطنی پر مجبور ہو گئے اور وہ خیبر کے علاقے میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ اب صرف بنوقریظہ باقی رہ گئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ بنوقریظہ ہی اب وہ واحد قبیلہ ہے جو دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔

بنونضیر کے یہودیوں نے خیبر میں ایک میٹنگ کی جس کی قیادت حی بن اخطب کر رہا تھا۔ یہ وہی حی بن اخطب تھا جس نے حضور نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف سازش نہیں کرے گا لیکن اپنی فطرت سے مجبور یہ پھر سازشوں میں مصروف تھا۔ حی بن اخطب کی اس میٹنگ میں تمام یہودی اکابرین کو بلایا گیا جنہوں نے طے کیا کہ مکہ مکرمہ کے کفار کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا جائے۔ اس کے علاوہ بنومصطلق اور بنوقریظہ کے ساتھ بھی معاہدے کئے جائیں اور مشترکہ طور پر مل کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے حی بن اخطب نے مختلف وفود ان علاقوں میں بھیجے اور یوں ان سب کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا۔ یہودیوں کو اپنے قلعوں اور جنگی ساز و سامان پر ناز تھا جبکہ

مشرکین مکہ کو اپنے اقتدار، ذرائع اور وسائل پر ناز تھا۔ چنانچہ ان قبائل نے مشترکہ طور پر دس ہزار افراد کا لشکر تیار کیا اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب ان جنگی تیاریوں کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ہمیں مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنی چاہئے جس سے ہم شہر کا دفاع با آسانی کر سکیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تجویز کو پسند کیا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جبکہ اسے احزاب کا نام اللہ عزوجل نے دیا اور ایک پوری سورت سورۂ احزاب کے نام سے نازل فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر خندق کی کھدائی شروع کر دی۔ خندق کی کھدائی رمضان المبارک ۵ ہجری میں شروع ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک ٹیم بنائی اور دو ہفتوں کی لگاتار محنت کے بعد مدینہ شہر کے گرد اٹھارہ ہزار پانچ سو (۱۸۵۰۰) فٹ لمبی، پندرہ (۱۵) فٹ چوڑی اور آٹھ (۸) فٹ گہری خندق کھودی گئی۔

خندق کی کھدائی مکمل ہونے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تیار کی جس کا کام خندق کی نگرانی کرنا تھا اور خود حضور نبی کریم ﷺ جبل ذباب منتقل ہو گئے۔ جس جگہ حضور نبی کریم ﷺ کا خیمہ نصب ہوا آج وہاں مسجد فتح موجود ہے اور اس کے گرد چار اور مسجدیں حضور نبی کریم ﷺ کے چار محالعت ل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم کے نام سے منسوب ہیں اور یہ پانچوں مسجدیں "مساجد خمسہ" کے نام سے مشہور ہیں۔

کفار کے لشکر جب مدینہ منورہ پر حملہ کرنے پہنچے تو وہ مدینہ منورہ کے گرد ایک گہری اور چوڑی خندق دیکھ کر پریشان ہو گئے اور شہر سے باہر اپنے خیمے لگا لئے۔ خندق کو دیکھتے ہی ان کے تمام منصوبے خاک میں مل چکے تھے۔ لشکر اسلامی دن رات خندق کی نگرانی میں مصروف تھا۔ شہر کی مغربی سمت میں حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تعینات

تھے کیونکہ اس سمت خندق کی چوڑائی پتھریلی جگہ ہونے کی وجہ سے قدرے کم تھی۔

عرب کا مشہور شہسوار عمرو بن عبدود اس جانب سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ عمرو بن عبدود کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اکیلا سو کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو للکارا اور فرمایا: اے عبدود کے بیٹے! مجھے معلوم ہے کہ تو نے اعلان کر رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تجھ سے دو باتوں کا مطالبہ کرے تو ایک بات تو ضرور مان لے گا؟ عمرو بن عبدود نے مغرورانہ لہجے میں کہا: ہاں! میں نے اعلان کر رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے دعوتِ اسلام دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن عبدود نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر میری دوسری بات یہ ہے کہ آ اور مجھ سے مقابلہ کر۔ عمرو بن عبدود بولا: میرے تمہارے والد کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تو میری تلوار کا نشانہ بنے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو میری تلوار سے جہنم واصل ہو۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عمرو بن عبدود غصے میں آ گیا اور تلوار لہراتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور دوسرے ہی لمحے عمرو بن عبدود کا سر تن سے جدا ہو گیا۔

کفار نے اپنے سردار عمرو بن عبدود کا سر قلم ہوتے دیکھا تو ان کے حوصلے پست پڑ گئے۔ کتب سیر میں کفار کے محاصرے کی مدت بیس روز بیان کی جاتی ہے۔ بیس روز کے محاصرے کے بعد شدید طوفان آیا جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کے بدن طوفانی ہواؤں سے چھلنی ہونے لگے۔ اس خوف و ہراس کی کیفیت کو دیکھ کر ابوسفیان جو کہ کفار کے تمام لشکروں کا سالارِ اعلیٰ تھا وہ سمجھا کہ شاید قیامت آ گئی ہے۔ اس نے ڈر کے مارے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔

غزوۂ بنوقریظہ:

حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ خندق میں کفار کی واپسی کے بعد گھر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر حاضر ہوئے کہ ابھی ہتھیار نہ کھولے جائیں کیونکہ بنوقریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی وقت اعلان کیا کہ کوئی آدمی عصر کی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ وہ بنوقریظہ پہنچ جائے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ہمراہ بنوقریظہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مقدمتہ الجیش کے طور پر قریباً تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک دستے کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جا کر جھنڈا بنوقریظہ کے قلعے کے آگے گاڑ دیا۔ بنوقریظہ جو کہ اچانک لشکر اسلام کے آنے کا سن کر قلعہ بند ہو گئے تھے انہوں نے قلعے کی چھتوں پر چڑھ کر گالی گلوچ شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس دوران بنوقریظہ پہنچ گئے اور آپ ﷺ نے قلعے کے محاصرے کا حکم دے دیا۔ پچیس روز کے محاصرے کے بعد بنوقریظہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے وہ جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ غزوۂ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے انہیں بنوقریظہ بلایا گیا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بنوقریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے’ ان کا مال و اسباب کو ضبط کر لیا جائے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اس روشنی میں دیا کہ بنوقریظہ نے غزوۂ خندق میں کفار اور دیگر یہودی قبائل کو پندرہ سو تلواریں’ تین سو زرہیں’ دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر ایک خندق کھودی گئی جہاں مردوں کو ایک ایک کر کے لایا جاتا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم ان کی گردنیں اڑاتے جاتے تھے۔ ان مردوں میں حی بن اخطب بھی شامل تھا جسے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔

بنو سعد کی سرکوبی:

٦ ہجری میں بنو سعد جو کہ فدک کے گردونواح میں واقع تھے انہوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر سازش تیار کی کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کردی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک سو مجاہدین کے ہمراہ بنو سعد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور ہدایت فرمائی کہ رات کو سفر کرنا اور دن میں قیام کرنا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور فدک وخیبر کے درمیان غُمج نامی چشمہ پر پہنچ گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو گرفتار کیا اور اس سے بنو سعد کی جنگی تیاریوں کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس شخص نے پہلے تو انکار کیا مگر جب اس سے سختی سے پوچھا گیا تو اس نے اس بات کا اقرار کرلیا کہ میں بنو سعد کا جاسوس ہوں اور خیبر کے یہودیوں کے پاس فوجی تعاون کی شرائط طے کرنے گیا ہوا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے جان بخشی کا وعدہ کرتے ہوئے اس سے بنو سعد کی فوجی قوت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بنو سعد کی بے خبری میں ان پر ایک زوردار حملہ کردیا جس سے بنو سعد منتشر ہوگئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں سے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بھیڑ بکریاں اپنے لشکر کے ہمراہ ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔ بنو سعد کو منتشر کرنے سے خیبر کے یہودی جو کہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اگر وہ مدینہ منورہ پر حملہ کریں تو بنو سعد ان کی مدد کریں گے ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔

معاہدہ حدیبیہ:

ذی الحجہ ٦ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ کی زیارت باسعادت اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے آپ ﷺ لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کرلیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان کے دست حق پر بیعت لی کہ جب تک ان کے دم میں دم ہے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیعت کی۔ مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کردیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کررہا تھا۔

سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم ﷺ سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہوگئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اس معاہدہ کو یا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمك ۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم باسم اللهم لکھ لو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله ﷺ لکھو۔ سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ ﷺ کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھا جائے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا: میں یہ نہیں کرسکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھ دیا اور

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) بھی ہوں۔ جب معاہدہ تحریر ہو گیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اس پر دستخط کئے۔

غزوۂ خیبر:

معاہدہ حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات پر اطمینان ہو گیا کہ اب کچھ عرصہ تک انہیں مشرکین مکہ کی جانب سے کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا تو آپ ﷺ نے اب مدینہ منورہ کے اطراف میں واقع ان سازشی قبائل کی جانب اپنی توجہ مرکوز فرمائی جو آئے دن مدینہ منورہ کا سکون برباد کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے خیبر کا رخ کیا۔ خیبر شہر میں کئی بلند ٹیلے اور پہاڑ تھے اور یہ خالصتاً یہودی بستی تھی اور ان یہودیوں نے خیبر میں بے شمار قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ خیبر، مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے قریباً سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے وہ بھی اس لشکر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔

روایات کے مطابق لشکر اسلام نے سب سے پہلے خیبر کے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ایک گروہ نے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ قلعہ ناعم کے بعد لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ قلعہ قموص کے علاوہ خیبر کے تمام قلعے فتح کر لئے۔ قلعہ قموص کا شمار خیبر کے سب سے مضبوط قلعوں میں ہوتا تھا اور اس قلعے میں یہودیوں کا سردار مرحب رہتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا کہ وہ قلعہ قموص کا محاصرہ کر لیں۔ لشکر

اسلام نے قلعہ قموص کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر کئی تابڑتوڑ حملے کیے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی اور انہیں یہودیوں کی جانب سے بھی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ کئی روز کے محاصرے اور تابڑتوڑ حملوں کے باوجود قلعہ فتح نہیں ہو رہا تو آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ کل میں علم اس شخص کو عطا کروں گا جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ عزوجل اس شخص کے ہاتھوں قلعہ فتح فرمائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ علم اسے عطا ہو۔ اگلے روز جمعہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد دریافت کیا کہ علی (رضی اللہ عنہ) اس وقت کہاں ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی تک آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے اور اسی وجہ سے جنگ میں عملی طور پر حصہ بھی نہ لے سکے تھے انہیں بلایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) کیسے ہو؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آنکھیں دکھتی ہیں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ)! میرے نزدیک آجاؤ۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن نکالا اور اسے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا جس سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی اور ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے علم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا کرتے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لعابِ دہن لگانے کے بعد مجھے کبھی آنکھوں کی کوئی بیماری نہ ہوئی بلکہ میری آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہو گئیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ قلعہ قموص کے دروازے پر پہنچے اور علم دروازے کے پاس گاڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اسلام کی دعوت

دی جسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس دوران ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ اس یہودی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو کانپ اٹھا اور کہنے لگا: توریت کی قسم! یہ شخص قلعہ فتح کیے بغیر ہرگز نہیں جائے گا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ قموص پر حملہ کیا تو یہودیوں کے سردار مرحب کا بھائی حارث کئی یہودیوں کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر اسلام نے باقی کے تمام یہودیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ غیظ وغضب کے عالم میں ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ قموص سے باہر نکلا اور باآوازِ بلند کہنے لگا: خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش ہوں، بہادر اور تجربہ کار ہوں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا: میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا اور میں دشمنوں کو نہایت تیزی سے قتل کرتا ہوں۔

مرحب نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو غصے میں اس نے تلوار کا وار کیا جسے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے روک لیا اور اس پر جوابی وار کیا اور ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ مرحب کی لاش گرتے ہی لشکر اسلام نے یہودی لشکر پر حملہ کر دیا جس سے بے شمار یہودی مارے گئے اور باقی جو بچ گئے وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا بھاری بھرکم دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکر اسلام قلعہ قموص میں داخل ہو گیا۔ یہودیوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے امان طلب کی اور آئندہ سے بدعہدی سے توبہ کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے

علی (رضی اللہ عنہ)! اللہ تجھ سے راضی ہے اور میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔

غزوۂ حنین:

شوال ۸ ہجری میں حنین کے مقام پر معرکہ حق و باطل ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں اسلامی تحریک سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف اُبھار رہے تھے۔ ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کرلیا ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات واملات اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں زیادہ تر نو مسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ اس کے علاوہ دو ہزار ایسے افراد بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے لیکن مالِ غنیمت کی لالچ میں ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو دیکھ کر نو مسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غالب آئے گا۔ اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہیں تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> "بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ

> کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے، پھر اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔"

بنو ہوازن جو کہ تیر اندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکرِ اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ لشکرِ اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نو مسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکرِ اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری سنبھال لی جبکہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہادری کے لازوال جوہر دکھانے شروع کر دیئے جس سے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران اپنی سواری سے نیچے اترے اور مٹھی بھر مٹی ہاتھ میں لے کر اسے دشمنوں پر پھینکا اس وقت کوئی بھی دشمن ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں اور منہ پر وہ مٹی نہ پڑی ہو۔ ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حاصل کی تھی۔ معرکہ حنین میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر (۷۱) افراد مارے گئے۔

غزوہ طائف:

حنین کے معرکہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ طائف کا محاصرہ کر لیا۔ طائف سطحِ سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ طائف میں اس وقت بنو ثقیف قبیلہ آباد تھا جسے قریش کا ہمسر کہا جاتا تھا۔ بنو ثقیف جنگی آلات

بنانے میں ماہر تھے اور یہی وجہ ہے کہ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اس وقت طائف کے قلعہ میں جنگی ساز و سامان وافر مقدار میں موجود تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مخبروں کے ذریعے قلعے کی اندرونی صورتحال اور ان کے جنگی ساز و سامان سے متعلق معلومات حاصل کر لی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کی دیوار میں نقب لگائیں لیکن بنوثقیف تیروں کی بارش شروع کر دیتے جس سے نقب لگانا مشکل ہو جاتا۔ الغرض یہ محاصرہ بیس دن جاری رہا۔ بیس دن بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ محاصرہ ختم کر دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محاصرہ ختم کرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ وہ ان کے حق میں بددعا کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: الٰہی! بنوثقیف کو ہدایت دے اور یہ میرے پاس حاضر ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور چھ ماہ بعد بنوثقیف مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ طائف کے محاصرے کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک مختصر سے لشکر کے ہمراہ طائف کے نواح میں بھیجا تا کہ وہ اردگرد موجود بت خانوں کو ختم کر سکیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب لشکر لے کر نکلے تو آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ اوطاس کی گھاٹیوں میں موجود بنوہوازن اور بنوثقیف کے ایک لشکر سے ہوا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر سے معرکہ کے بعد زیر کر لیا۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے طائف کے اردگرد کے تمام علاقے کو بت خانوں سے پاک کر دیا۔

قبیلہ طے کی سرکوبی:

۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک سو پچاس سواروں کے ہمراہ قبیلہ طے کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ قبیلہ طے کے بت خانے کو مسمار کر دیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ اس تیز رفتاری سے قبیلہ

طے پر حملہ آور ہوئے کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبیلہ طے کا بت خانہ جلا کر راکھ کر دیا جبکہ قبیلہ طے والے فرار ہو گئے۔ اس معرکہ میں بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ قبیلہ طے کا حاکم عدی بن حاتم شام کی جانب فرار ہو گیا جبکہ قبیلہ طے کے مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی کو لشکر اسلام نے قیدی بنایا جسے مدینہ منورہ میں لا کر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اسے قید خانے میں رکھا گیا۔

غزوۂ تبوک:

۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ عیسائی رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا لیکن اس معرکہ میں لڑائی نہ ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ بیس روز تک تبوک میں ٹھہرے رہنے کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اس معرکہ کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے پہلی مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ نہیں رکھا اور انہیں مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی مدینہ منورہ سے لشکر لے کر نکلے تھے کہ منافقوں نے باتیں کرنی شروع کر دیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اس لئے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نہیں گئے کیونکہ انہیں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صحبت ناگوار گزرتی ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موضع شرف میں پہنچے اور تمام معاملہ حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مقام میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا اور فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

* * *

فتح مکہ

رمضان المبارک ۸ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ جہاد کی تیاریاں شروع کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں لیکن وہ حضور نبی کریم ﷺ سے یہ نہ پوچھ سکے کہ جہاد کس کے خلاف کرنا ہے؟ جب لشکر اسلام کی تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ فتح مکہ کے اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کی رو سے تمام قبائل کو اس بات کا اختیار دیا گیا تھا کہ وہ جس فریق سے چاہیں دوستانہ تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بنوخزاعہ جو کہ مکہ مکرمہ کی شمالی سرحد پر آباد تھے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جبکہ بنوبکر نے قریش کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر لئے۔ معاہدہ حدیبیہ کو ہوئے ابھی دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ قریش نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کی اور بنوبکر کی مدد سے بنوخزاعہ کا خون بہایا اور انہیں بے پناہ جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ بنوخزاعہ کا ایک گروہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بنوبکر اور قریش کے مظالم کی داستان بیان کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب بنوخزاعہ پر ڈھائے گئے مظالم کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے ایک وفد مکہ مکرمہ روانہ کیا اور قریش سے مطالبہ کیا کہ وہ بنوخزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کریں اور بنوبکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں۔ اگر انہیں یہ شرائط منظور نہیں تو پھر اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔ قریش کے سردار اس وقت زعم میں مبتلا تھے انہوں نے معاہدہ حدیبیہ توڑنے کا اعلان کر دیا۔ ابوسفیان کو جب معاملے کی نزاکت کا علم ہوا تو وہ فوراً مدینہ منورہ روانہ ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا خواہاں ہوا لیکن حضور

نبی کریم ﷺ نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے انکار کے بعد ابوسفیان بالترتیب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیّدنا عثمان غنی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے سفارت کی درخواست کی لیکن ان تمام حضرات نے بھی ابوسفیان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا جس پر وہ مایوس ہو کر واپس مکہ مکرمہ چلا گیا۔

ماہِ رمضان ۸ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور لشکر اسلام نے مکہ مکرمہ کے نواح میں مرالظہران میں پڑاؤ ڈالا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہر شخص کو علیحدہ علیحدہ مشعل روشن کرنے کی ہدایت کی۔ لشکر اسلام جس کی اس وقت تعداد دس ہزار تھی ان سب کی مشعلیں روشن ہوئیں تو قریش کے چھکے چھوٹ گئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ اس دوران ابوسفیان لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے نکل پڑا اور گرفتار ہو گیا۔ ابوسفیان کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا جہاں اس نے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور جس شخص نے خانہ کعبہ میں پناہ لے لی اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور جس شخص نے ابوسفیان کے گھر پناہ لے لی اسے بھی قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر اسلام کو خفیہ تیاریوں کا حکم دیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ لشکر اسلام مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط ایک عورت کو دیا جو اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اس بات کی

اطلاع دی گئی اور آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور انہیں اس عورت کا حلیہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ فلاں جگہ یہ عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط لے کر آ جاؤ۔

جب یہ تمام حضرات اس عورت کے پاس پہنچے تو اس عورت سے خط کے بارے میں دریافت کیا۔ اس عورت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! حضور نبی کریم ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور اس عورت کو قتل کرنے کی دھمکی دی جس پر اس عورت نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ خط لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ خط پڑھا تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ یہ خط حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اس خط کو تحریر کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہ تھا کہ میں منافق ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں میں آج بھی آپ ﷺ پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں میں نے یہ خط صرف اس لئے تحریر کیا کہ قریش پر میرا حق ثابت ہو جائے اور وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت سے غافل نہ ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے اس سچ پر انہیں معاف فرما دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ سوائے ایک جگہ کچھ مزاحمت کے جہاں چوبیس کفار ہلاک ہوئے اور تین مسلمان شہید ہوئے کہیں کوئی لڑائی نہ ہوئی اور مکہ فتح ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ، حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور پھر بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں موجود تین سو ساٹھ بت توڑ دیئے اور ہر بت توڑتے ہوئے یہ فرماتے جاتے: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹ ہی جانے والا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو کہ سب سے بلند جگہ نصب تھا اس کو توڑنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھالو گے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر خاموش ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھے تو حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہو سکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔

* * *

نقیب اسلام

۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج مقرر فرمایا اور تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ حج کے لئے روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیس اونٹ قربانی کے لئے بھی عطا فرمائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے تو اس موقع پر سورۂ توبہ نازل ہوئی جس میں مشرکین کے ساتھ کئے گئے تمام معاہدے ختم کرنے اور بیت اللہ شریف کی حدود میں ان کے داخلے پر ہر قسم کی پابندی لگا دی گئی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سورۂ توبہ کے نازل ہوتے ہی فوراً حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے روانہ کیا تا کہ وہ حج کے موقع پر اس کی تلاوت کر کے مشرکین کو متنبہ کر دیں کہ وہ آئندہ حرمِ کعبہ کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہوئے اور عرج کے مقام پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حجاجِ کرام کے ہمراہ اس وقت نمازِ فجر کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی آواز سنی تو کہا کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف لا رہے ہیں تو ہم نماز حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں ادا کریں گے۔ جب اونٹنی قریب آئی تو اس پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔

خطبہ حج کے موقع پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی

اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں سورۂ توبہ میں بیان کئے گئے احکامات اور ضروری مسائل بیان فرمائے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے چار باتوں کی نصیحت کی۔ اول مومن کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ دوم آئندہ کبھی کوئی مرد یا عورت برہنہ طواف نہیں کریں گے۔ سوم یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جن قبائل کے ساتھ کوئی معاہدہ تھا وہ مدت پوری ہونے پر کالعدم ہو جائے گا اور چہارم یہ کہ آئندہ سال سے کوئی بھی مشرک حج نہیں کرے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اجتماعی طور پر مسلمانوں کو پہلا حج کروایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا‘ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ‘ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلم بنایا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

* * *

تبلیغ اسلام

فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملک یمن روانہ کیا تا کہ وہ وہاں دین اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ کا کام اس مؤثر انداز میں کیا کہ یمن کا سب سے بڑا قبیلہ ہمدان دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

۱۰ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ ملک یمن روانہ کیا۔ اس مہم میں روانگی کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور سیاہ علم ان کے سپرد کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اہل کتاب کے پاس بھیج رہے ہیں، میں جوان ہوں ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہو گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی: الٰہی! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما دے اس کی زبان کو راست گو بنا دے اور اس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور فرما دے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ملک یمن روانہ ہوئے اور لوگوں کو دعوتِ حق دی جس کو اہل یمن نے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ملک یمن میں مذحج کے مقام پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ایک قبیلے سے ہوا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے تین سو سواروں کے مختصر لشکر کے ہمراہ ان کا

ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے بعد وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

نجران کے نصاریٰ کا وفد:

۱۰ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے عرب کے مختلف قبائل اور ہمسایہ ممالک کے سربراہان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے مختلف خطوط ارسال کئے۔ ایسا ہی ایک خط حضور نبی کریم ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کو بھی تحریر فرمایا جس کے جواب میں نصاریٰ کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ ان لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں اور ریشمی لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ یہ لوگ جب اس حالت میں مسجد نبوی ﷺ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا اور ان کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

نصاریٰ کا یہ وفد مایوس ہو کر مسجد نبوی ﷺ سے نکلا تو ان کی ملاقات حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہو گئی۔ وفد نے ان حضرات سے شکوہ کیا کہ آپ لوگ پہلے تو ہمیں دعوت دیتے ہیں اور جب ہم حاضر ہوتے ہیں تو ہم سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پکارا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی اس معاملے میں کیا رائے ہے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی سونے کی انگوٹھیاں اور ریشمی لباس اتار کر سادہ لباس میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملیں۔ چنانچہ نصاریٰ کے اس وفد نے ریشمی لباس تبدیل کر کے سادہ لباس زیب تن کیا اور اپنی سونے کی انگوٹھیاں بھی اتار دیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

* * *

حجۃ الوداع

ملک یمن کے کامیاب سفر کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو راستے میں آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ بھی سیدھے مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ مکہ مکرمہ کی حدود میں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے احرام باندھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے سفر کی تمام تفصیلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہا اور فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ)! بیت اللہ شریف کا طواف کرو اور اپنا احرام کھول دو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے احرام باندھتے وقت نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھ رہا ہوں جو تیرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تیرے پاس قربانی کے جانور ہیں؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس قربانی کا کوئی جانور نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے جانوروں میں شریک فرما لیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا اور مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے جانور پیش کیا۔

* * *

حضور نبی کریم ﷺ کا وصال
اور کیفیت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ اس جہان میں تشریف لائے تا کہ اللہ عزوجل کا پیغام لوگوں تک پہنچائے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر اللہ عزوجل نے سورۂ مائدہ کی آیت نازل فرمائی جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ہم نے آج دین کو مکمل کر دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد ہم پھر کبھی اس جگہ ا فِ نہ ہوں گے اس بات کی واضح نشانی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا وقت قریب آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ۲۲ صفر المظفر ۱۱ ہجری کو جنت البقیع تشریف لے گئے۔ جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی مرضی سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں اپنا قیام فرمایا۔ حضرت سیّدنا عباس اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو لے کر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں پہنچے اور اسی مرض میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بجلی بن کر گری۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ ﷺ کے وصال کی خبر سن کر سکتے میں آ گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کیفیت بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نڈھال ہو کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے چلنے پھرنے کی سکت ختم ہو گئی ہو۔ بچپن سے لے کر آج تک آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے تھے اب وہ صحبت ختم ہو گئی تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت اپنے اہل بیت کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! فلاں کے چند درہم میرے ذمہ واجب ہیں جو میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لئے ادھار لئے تھے تم انہیں ادا کر دینا۔ اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم آج کے بعد مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے۔ میرے بعد تم پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوں گی تم ان مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کر لینا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بیماری میں حاضرِ خدمت رہے اور تیمارداری میں مصروف رہے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب قدرے بہتر ہے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر موت کے آثار دیکھے ہیں اور میں اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنوعبدالمطلب کے چہرے کی کیفیت موت کے وقت کیسی ہوتی ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ کے غسل شریف اور تجہیز و تکفین کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ مدفون کیا جاتا ہے اور جہاں تک غسل کا معاملہ ہے تو یہ حق اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات تھے انہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرطِ جذبات میں چاٹ لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ

میں بنائی گئی جہاں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحابِ اہل بیت رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو قبر مبارک میں اتارا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کی تیاریاں کر رہے تھے اور حجرہ مبارک کا دروازہ ہم نے بند کر رکھا تھا۔ اس دوران انصار کا ایک گروہ آیا اور اس نے کہا کہ ہمارا حق ہے ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ننھیالی رشتہ دار ہیں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کا گھرانہ زیادہ اولیٰ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کا حق صرف اہل بیت کو حاصل ہے۔ اگر میں (حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تمہیں اجازت دیں گے تو تم داخل ہو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سخت بیمار تھے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حجرہ مبارک میں داخل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اپنے قریب بلایا اور آپ رضی اللہ عنہ سے ٹیک لگا لی یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کر لیا اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو مع بیٹوں کے بلوایا۔ پھر ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور وہ غسل اس حالت میں تھا کہ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کا لباس نہیں اتارا بلکہ لباس سمیت غسل دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے کرتہ کے نیچے ہاتھ کرتے تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر لٹایا گیا۔ پھر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ فرداً فرداً ادا کی گئی اور اس نماز کا کوئی امام نہ تھا۔

* * *

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اعرابی کے ساتھ مکالمہ

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریباً دس دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آیا۔ اس اعرابی نے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ اس اعرابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر افسوس کرتے ہوئے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی کون ہیں؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کر دیا۔ اس اعرابی نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب توجہ کرتے ہوئے سلام کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اعرابی نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے منہ سے اپنا نام سنا تو وہ حیران ہو گیا اور پوچھنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو میرے نام کے متعلق کیسے معلوم ہوا؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی اور تمہارے حال سے بھی آگاہ فرمایا تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا نام مضر ہے اور تم عرب سے تعلق رکھتے ہو۔ تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دیتے ہوئے کہا تھا کہ تہامہ میں ایک آدمی کھڑا ہو گا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن ہوں گے اور اس کی گفتگو شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہو گی، وہ خچر پر سواری کرے گا، اپنے کپڑوں اور جوتوں کو خود پیوند لگائے گا، زنا، شراب خوری، سود اور ناحق قتل کو حرام قرار دے گا، وہ خاتم الانبیاء ہو گا اور وہ رمضان

المبارک کے روزے رکھنے والا ہوگا' بیت اللہ شریف کا حج کرے گا' نماز پنجگانہ ادا کرے گا' اے گروہ! اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ پھر تمہاری قوم نے تمہاری ان باتوں کو سن کر تمہیں قید میں ڈال دیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو تیری قوم سیلاب سے غرق ہوگئی اور تجھے قید خانہ سے رہائی نصیب ہوئی۔ پھر تیرے کانوں میں غیبی آواز آئی: اے مضر! محمد رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملنے مدینہ منورہ جا اور حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کر۔

اس اعرابی نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبانی تمام حال سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور عرض کیا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سوال پوچھو میں انشاء اللہ تمہیں شافی جواب دوں گا۔

اعرابی: وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت آدم علیہ السلام

اعرابی: وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے موجود ہوئی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت حوا علیہا السلام

اعرابی: وہ کون سا نر ہے جو نر کے بغیر پیدا ہوا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اعرابی: وہ کون سی قبر ہے جس نے صاحب قبر کو اپنے ساتھ سیر کروائی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت یونس علیہ السلام جو مچھلی کے پیٹ میں رہے اور مچھلی انہیں لئے تین دن تک پھرتی رہی۔

اعرابی: ایسا جسم جس نے ایک بار کھایا پھر کبھی نہیں کھایا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جس نے سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو ایک لقمہ میں ختم کر ڈالا۔

اعرابی: زمین کا وہ ٹکڑا جہاں سورج ایک مرتبہ چمکا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: دریائے نیل کی زمین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پھاڑ دی گئی تھی۔

اعرابی: ایسا پتھر جس سے جاندار کی پیدائش ہوئی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔

اعرابی: ایسی عورت جس نے تین ساعت میں بچہ جنا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت مریم علیہا السلام

اعرابی: دو دوست جو دشمن نہیں ہوتے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: جسم اور جان۔

اعرابی: دو دشمن جو دوست نہیں ہوتے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: موت اور زندگی۔

اعرابی: شے کیا ہے اور لاشے کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: شے مومن ہے اور لاشے کافر ہے۔

اعرابی: رحم میں سب سے پہلے کس اعضاء کی شکل بنتی ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: شہادت کی انگلی۔

اعرابی: قبر میں سب سے آخر میں کون سی چیز فنا ہوتی ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: بندہ کے سر کی ہڈی۔

اس اعرابی نے جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جوابات سنے تو بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔

* * *

خلافت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اقرار کیا۔ روایات میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے متعلق مختلف آراء موجود ہیں۔ ذیل میں ان روایات کو مختصراً بیان کیا جا رہا ہے۔

ابن جبر اور سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا چھوٹا گھرانا غالب آ گیا؟ اگر تم چاہو تو میں سواروں اور پیادوں کا لشکر جمع کروں؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن رہے لیکن تمہاری یہ دشمنی اسلام کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ بے شک ہم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا اور ہم نے ان کے دست حق پر بیعت کی۔

ابو احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک منافق لوگ ایسی قوم ہیں جو ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں اور ہم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اس لئے کی کہ وہ اس امر کے اہل تھے۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریباً چالیس روز بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق

پر بیعت کی تھی۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلافات کی خبریں اور روایتیں بے بنیاد ہیں۔ صحیح روایات سے یہ بات پایہ سند کو پہنچتی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مقدم جانا اور ان کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جو مجلس شوریٰ قائم کی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے رکن تھے اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اہم امور میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے تھے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ رضی اللہ عنہ رو دیئے اور فرمانے لگے: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آپ رضی اللہ عنہ ساری قوم میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان سراپا اخلاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے یقین میں کسی کو سبقت حاصل نہیں رہی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ امین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ نزدیک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف سے سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے تمام نیک کاموں کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب سب نے انہیں جھٹلایا اور اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) صدق لے کر آئے اور اس (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اس کی تصدیق کی۔

* * *

خلافت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرض سخت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے دریافت کیا کہ ان کا حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے بھی یہ کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ہم سے بہتر ان کی خبر ہے۔ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مجلس شوریٰ کا رکن برقرار رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ سے ہر اہم معاملہ میں رائے طلب کی۔ بعدازاں جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محکمہ افتاء قائم کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو مفتی اعظم کا عہدہ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو فتویٰ جاری کرنے کا اختیار نہ دیا۔

معرکہ نہاوند میں جب ایرانی لشکر کی لاکھوں کی تعداد کے بارے میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے خود جہاد کے لئے نکلنا چاہا لیکن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر نہ جائیں لشکر اسلام کی فتح کا دارومدار کثرت پر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی نصرت پر ہے اور اللہ عزوجل اپنا وعدہ پورا فرماتا ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب بیت المال سے وظائف جاری کئے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مقدم رکھا۔ اس کے علاوہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے ۱۷ ہجری میں ہوئی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! خدا کی قسم کوئی آدمی روئے زمین پر ایسا نہیں جتنا میں اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کی کرامت اور بزرگی کا منتظر ہوں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا حق مہر چالیس ہزار درہم ادا کیا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب قاتلانہ حملے میں زخمی ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے اور اس دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ امامت فرمائیں گے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے تھے: اللہ عزوجل نے علی (رضی اللہ عنہ) کو علم اور فقہ دونوں عطا کی ہیں۔

* * *

خلافت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام بطورِ خلیفہ نامزد کیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد بقیہ تمام حضراتُ نے بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بے حد عقیدت تھی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہر مشکل وقت میں اپنے بہترین مشوروں سے نوازا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو فوقیت دیتے تھے۔ جس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم جو کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور تھے انہیں جھڑکتے ہوئے سخت سست کہا کہ تم ان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یومِ دار میں جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ باغیوں نے شدید کر دیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا اور ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور شرپسندوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سلام کرنے کے بعد عرض کیا: امیر المومنین! بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر اس وقت تک حاصل نہیں کیا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں سمیت ان کا مقابلہ جو شکست کھانے والے تھے نہ کر لیا اور خدا کی قسم! اس قوم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی گمان نہیں کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں کہ ہم ان سے لڑیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو جس آدمی نے اللہ کے لئے حق کو دیکھا اور اس بات کا اقرار کیا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے بارے میں نہ تو کسی کا خون بہایا جائے اور نہ خود کا خون بہنے دیا جائے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں اجازت دی جائے لیکن حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت فرمایا: خدا کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کیسے بیان کروں، مجھے ایسی کوئی بات معلوم نہیں جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہوں، میں ایسی کسی بات کے بارے میں نہیں جانتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ بے خبر ہوں، میں آپ رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا، میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی علم حاصل نہیں کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہ کیا ہو، جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سنا اور جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً ہم سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کی۔

* * *

خلیفہ چہارم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد باغی پورے مدینہ منورہ میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اس دوران انصار و مہاجرین کا ایک گروہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کا مشورہ دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے سے یکسر انکار کر دیا۔ اس دوران حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو خلیفہ بننے کی بھی پیش کش کی گئی لیکن ان حضرات نے بھی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا۔ جب ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی منصب خلافت پر بیٹھنے کو تیار نہ ہوا تو باغی پریشان ہو گئے۔ معاملات اب ان کے ہاتھ سے نکلتے جا رہے تھے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے وہ جو سنگین غلطی کر چکے تھے اس کا خمیازہ اب ساری قوم بھگتنے والی تھی۔ ان باغیوں میں اکثریت مصریوں کی تھی انہوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تم دو دن کے اندر اپنے خلیفہ نامزد کر لو کیونکہ تمہارا حکم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نافذ العمل ہے، ہم اس خلیفہ کی بیعت کر کے واپس چلے جائیں ورنہ ہم تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیں گے۔

اہل مدینہ نے جب باغیوں کا یہ اعلان سنا تو وہ ایک مرتبہ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں خلافت کے لئے قائل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت قبول کر لیا۔

منصب خلافت قبول کرنے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا:

''اما بعد! اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نے مجھے خلافت کے لئے اہل قرار دیا ہے۔ لوگو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رکھو، ہر وہ شخص جو خالی دعوے کرتا ہے وہ اپنے نفس کا نقصان کرتا ہے، ہر شخص ایک ذمہ داری سے گزرتا ہے، جنت اور دوزخ اس کی نظروں کے سامنے ہے، انسان تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو کوشش کر کے دین اسلام پر قائم ہے، دوسرا وہ جو بھلائی کا طلبگار ہے اور اللہ کی رحمت سے امید لگائے بیٹھا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جو نیک اعمال میں کوتاہی کرتا ہے اور ایسا شخص دوزخی ہے۔ یاد رکھو! پانچ کے سوا کوئی چھٹا نہیں۔ جس شخص نے گمراہی میں قدم رکھا وہ ہلاک ہوا اور جو صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا وہ برباد ہو گیا، سیدھا راستہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے اور اس کے دائیں بائیں تمام راستے گمراہی کے ہیں۔ اللہ نے اس قوم کو دو چیزوں کے ذریعہ سے تہذیب سکھائی۔ اول تلوار اور دوم کوڑا۔ خلیفہ پر فرض ہے کہ وہ ان دونوں چیزوں کا استعمال کرے اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی رعایت سے کام نہ لے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماضی کو درگزر فرمائے اور ہمیں مستقبل میں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ راستے صرف وہی ہیں ایک حق کا اور دوسرا باطل کا۔ اگر تم نے حق کو راہنمائی کا موقع فراہم کیا تو خیر ہے اور جو چیز جا چکی ہے وہ لوٹ کر نہیں آنے والی۔''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد اہل مدینہ بیعت کے لئے آگے بڑھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کرنا شروع کر دیا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرتے وقت یہ شرط رکھی کہ آپ

رضی اللہ عنہ سنت و شریعت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلے کریں گے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص طلب کریں گے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ خلافت بصرہ میں تشریف لائے تو حضرت ابن الکواء اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے اس میں کہاں تک سچائی ہے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات قطعی غلط ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کرتے تو میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو منبر رسول اللہ ﷺ پر نہ چڑھنے دیتا خواہ اس معاملہ میں میرا کوئی اور ساتھ نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بحالت مرض وصال فرمایا اور اپنے مرض کے دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا جس سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کے بہترین جانشین تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین اور سنت نبوی ﷺ پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے تھے اور انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد منصب خلافت کا بھرپور حق ادا کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سمیت چھ افراد کو خلافت کے لئے نامزد کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کریں جس کے بارے میں انہیں جوابدہ ہونا پڑے اور انہوں نے اس مقصد کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) جو کہ خلافت کے بہترین امیدوار ہو سکتے تھے انہیں منصب خلافت سے باہر کر دیا۔ پھر ہم چھ ارکان کی مجلس

منعقد ہوئی جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی اور پھر میں نے بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور میرے جو حقوق تھے وہ میں نے ادا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی، ان کی قیادت میں مین لڑیں، ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں دیں۔

قصاص کا مطالبہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خطبہ خلافت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تشریف لے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی شرط پر کی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیں گے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بذاتِ خود حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دکھ ہے اور میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو گرفتار کروں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی پہچان کے لئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور ان سے قاتلوں کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا موقع کی واحد گواہ تھیں انہوں نے بتایا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دو شخص گھر کے اندر داخل ہوئے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو دو شخص تھے انہیں میں نہیں پہچانتی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو انہوں نے قسم کھا کر اس بات کا اقرار کیا کہ وہ ضرور قتل کی نیت سے داخل ہوئے تھے لیکن حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شرم دلانے پر واپس چلے آئے تھے اور ان کے ساتھ جو دو شخص تھے وہ باغیوں میں سے تھے اور وہ انہیں نہیں جانتے۔ ان تمام بیانات کی روشنی میں قاتلوں کی شناخت کرنا مشکل ہو گیا جس کی وجہ سے معاملہ الجھ کر رہ گیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بلند پایہ صحابی تھے اور ۵ ہجری میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ غزوات میں شرکت فرمائی اور دادِ شجاعت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ اور بصرہ کے گورنر بھی رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور انہیں مشورہ دیا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ گورنروں کو برقرار رکھا جائے خاص طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر برقرار رکھا جائے یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر نامزد کریں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مشورے کو ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری پر انہیں اعتراض ہے جبکہ باقی دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گورنری کے بارے میں وہ غور کریں گے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ دور اندیش تھے انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رویہ سے اس بات کا اندازہ کر لیا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معطل کر دیں چنانچہ انہوں نے اپنی قسمت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وابستہ کر لی۔

اگلے روز حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گورنروں کو معزول کر دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو انہیں جھڑکتے ہوئے کہا: کل تم نصیحت کرتے تھے آج دھوکہ دیتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے اور صاحب علم وحکمت تھے انہوں نے جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارا مشورہ کیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: مناسب تو یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ چلے جاتے لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب بہتر یہی ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں بالخصوص حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھو تا کہ حکومت مضبوط ہو سکے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو بنوامیہ لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کر دیں گے کہ ہم قاتلین عثمان سے قصاص طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں جس طرح اہل مدینہ کا دعویٰ ہے اس طرح تمہاری خلافت ختم ہو جائے گی اور تم ان کو روک نہ سکو گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب میں فرمایا: اگر ایسے حالات ہوئے تو ہم امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو تلوار کے سوا کچھ نہ دیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: آپ رضی اللہ عنہ شجاع ضرور ہیں لیکن لڑائی میں صائب الرائے نہیں اور کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا کہ الحرب خدمتہ۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: واللہ! اگر آپ رضی اللہ عنہ میرے مشورے پر عمل کریں تو میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایسے راستے پر چلاؤں گا جس میں آپ رضی اللہ عنہ کا ذرا برابر بھی نقصان نہ ہوگا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ میں تمہاری طرح اور امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح خصلتیں نہیں ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ینبوع چلے جائیں اور اپنے اوپر دروازہ بند کر لیں اس طرح اہل عرب پریشان ہو جائیں گے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو خلافت کا اہل نہیں پائیں گے لیکن اگر آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ اٹھیں گے تو یہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا الزام آپ رضی اللہ عنہ پر عائد کریں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم وہ کرو جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ میں تمہیں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی جگہ شام کا گورنر مقرر کرتا ہوں، تم سامانِ سفر تیار کرو اور شام روانہ ہو جاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یہ مناسب نہیں۔ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ)، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار ہیں وہ مجھے ملک شام پہنچتے ہی قتل کروا دیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ خط و کتابت کریں اور ان سے بیعت لیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

گورنروں کی معزولی:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے تمام گورنروں کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معزول کرتے ہوئے نئی تقرریاں کیں۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا گیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ جب اپنی گورنری کا پروانہ لے کر ملک شام روانہ ہوئے تو راستے میں ان کی ملاقات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چند سواروں سے ہوئی جن کے پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے ملک شام کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ ان سواروں نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو دھمکی دی کہ اگر تمہیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے گورنر مقرر کیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بہتر یہی ہے کہ واپس چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ آ گئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار تمام حالات بیان کر دیئے۔

حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ جب کوفہ روانہ ہوئے تو راستے میں ان کی ملاقات حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ اہل کوفہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو گورنر ماننے پر تیار نہیں ہیں اور اگر تم واپس نہیں گئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ حضرت عمارہ بن شہاب رضی اللہ عنہ بھی اس واقعہ کے بعد واپس پلٹ گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام حالات و واقعات سے آگاہ کیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالات دیکھے تو آپ رضی اللہ عنہ کو حالات

کی سنگینی کا اندازہ ہوگیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو جان لیا کہ حالات نہایت آسانی سے قابو میں نہیں آنے والے ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط حضرت معبد اسلمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خط کا فوراً جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور انہوں نے یہ بیعت اپنی مرضی اور خوشی سے کی ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب لکھا تھا اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص قاصد کے ہاتھ ایک لفافہ بھیجا۔ اس قاصد نے وہ لفافہ جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا اور انہوں نے کھول کر دیکھا تو وہ خالی تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد بہت ہوشیار تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کر لی۔ قاصد نے کہا کہ ملک شام میں کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت نہ کرے گا کیونکہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیض جامع مسجد دمشق کے منبر پر رکھی ہے اور ان لوگوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص نہیں لیں گے ان کی تلواریں نیام میں واپس نہیں جائیں گی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قاصد کی بات سننے کے بعد فرمایا: وہ لوگ مجھ سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص مانگتے ہیں واللہ! میں ان کے خون سے بری الذمہ ہوں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد واپس شام روانہ ہوگیا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ انہیں مدینہ منورہ سے جانے دیا جائے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا جس کے بعد یہ دونوں حضرات مکہ مکرمہ عمرہ کے ارادے سے

تشریف لے گئے۔ اس دوران ان دونوں حضرات کی جانب سے قصاص کا مطالبہ جاری تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ملک شام سے واپسی کے بعد شام پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اہل مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے مخالفت کی جس پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر چڑھائی کا فیصلہ فی الوقت منسوخ کر دیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا تا کہ ان سے مشورہ کر سکیں لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم وہی کریں گے جو اہل مدینہ کریں گے۔ اس کے بعد یہ افواہ مشہور ہو گئی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ملک شام روانہ ہو گئے ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو انہوں نے ملک شام جانے والے تمام راستوں کی نا کہ بندی کروا دی۔ حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما جو کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں وہ حاضر ہوئیں اور انہوں نے اس غلط فہمی کو ختم کیا اور کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ عمرہ کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ردِ عمل:

شام میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف محاذ کھڑا ہو چکا تھا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ حج کہ ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں موجود تھیں انہیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مکہ مکرمہ سے واپسی پر سرف کے مقام پر ہوئی۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس خبر کو سنتے ہی فرمایا: مفسدین نے وہ خون بہایا جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔ مفسدین نے اس مقدس شہر کی حرمت کو داغدار کیا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ تھا۔ انہوں نے اس مہینے میں خون ریزی کی جس میں خون بہانا منع تھا اور انہوں نے وہ مال لوٹا جس کا لینا ان کے لئے کسی طور جائز نہ تھا۔ اس خبر کے بعد اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس لوٹ گئیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس پہنچیں تو لوگ آپ رضی اللہ عنہا

کی سواری کے گرداف ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے اس مجمع عام سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) ناحق شہید کر دیئے گئے اور میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ لوں گی اس لئے تم لوگ بھی اپنے خلیفہ کا خون رائیگاں نہ جانے دو اور قاتلوں سے قصاص لے کر اسلام کی حرمت قائم رکھو۔ اللہ کی قسم! عثمان (رضی اللہ عنہ) کی انگلی باغیوں کے تمام عالم سے بہتر ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت عبداللہ بن عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ان جوشیلی باتوں کو سنا تو انہوں نے کہا: حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ سب سے پہلے میں لینے والا ہوں۔ اس دوران حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن العاص اور حضرت ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے بھی مدینہ منورہ کے حالات بیان کئے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کو بھی اپنے ساتھ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے والوں کی ایک زبردست جمعیت مکہ مکرمہ میں تیار ہو گئی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات سے مشورہ کیا۔ کچھ نے ملک شام جانے کا مشورہ دیا لیکن ابن عامر رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ملک شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان باغیوں کو روکنے کے لئے کافی ہیں ہمیں بصرہ کی جانب جانا چاہئے کیونکہ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں اور وہاں میرے مراسم بھی گہرے ہیں۔ جب بصرہ پر ہماری گرفت مضبوط ہو گئی تو پھر اہل بصرہ بھی ہمارے ساتھ مل کر قصاص کا مطالبہ کریں گے اور اس طرح ہم بہتر طور پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمیت تمام حاضرین نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اس بات کا اعلان کر دیا گیا کہ اُم المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم بصرہ روانہ ہو رہے ہیں اور جو لوگ کسی بھی طرح اسلام کے ہمدرد ہیں اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے حق میں ہیں وہ ہمارے ساتھ بصرہ روانہ ہوں۔ جس شخص کے پاس سواری نہ ہوگی اسے سواری فراہم کی جائے گی۔

مکہ مکرمہ سے بصرہ کی جانب سفر شروع ہوا تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس لشکر کی تعداد قریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ بصرہ پر اس وقت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ واپس چلے جائیں لیکن تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ان کوششوں کا فائدہ یہ ہوا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے موٴقف کو درست تسلیم کرتا تھا جبکہ دوسرا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے موٴقف کو درست تسلیم کرنے لگا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کو مقابلہ کر کے راہِ فرار پر مجبور کرنا چاہا لیکن اس میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور وہ قیدی بنا لئے گئے۔ اس لڑائی کے بعد بصرہ پر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ردِعمل:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب بصرہ پر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ کی خبر ملی تو انہوں نے محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم کو ایک خط دے کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے جنگ کی صورت میں بھرپور تعاون کا وعدہ لینا چاہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پیغام ملنے کے بعد ان کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جنگ کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھے رہنا آخرت کی راہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا موٴقف کوفہ والوں کا موٴقف تھا۔ حضرت ابوموسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر جنگ ضروری ہے تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے کیونکہ انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا۔ حضرت محمد بن ابوبکر اور حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہم واپس پہنچے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مؤقف سے آگاہ کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت مالک بن اشتر رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا لیکن یہ حضرات بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کے باوجود حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کے مؤقف سے نہ ہٹا سکے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ایک ہی مؤقف تھا کہ جب تک یہ فتنہ ختم نہیں ہو جاتا میں خاموش رہوں گا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس وفد کی ناکامی کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو کوفہ بھیجا۔ جب یہ دونوں حضرات کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں لوگوں کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فتنہ کی پیشین گوئی کی تھی وہ آ چکا ہے اپنے ہتھیار ضائع کر دو اور گوشہ نشینی اختیار کر لو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس موقع پر سونے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اس وقت مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سلام کرنے کے بعد ان سے گفتگو شروع کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی کوئی مدد نہیں کی اور فاجروں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر غصہ آ گیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی مداخلت کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں نے اس بارے میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں کیا اور سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں اور امیر المومنین اصلاحِ اُمت کے کاموں میں کسی سے خوف نہیں کھاتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا امام

حسن رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا: میرے ماں باپ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے درست فرمایا مگر تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی کا خون و مال حرام ہے۔

کوفہ کے لوگ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے اس لئے اہل کوفہ کو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے آنے سے ان کی جانب رغبت ہوگئی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کی تقریر کی: اے لوگو! ہماری دعوت کو قبول فرماؤ اور ہماری اطاعت کرو اس وقت جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔ امیر المومنین کا فرمانا ہے کہ اگر ہم مظلوم ہیں تو ہماری حمایت کرو اور اگر ہم ظالم ہیں تو ہم سے حق وصول کرو۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر اہل کوفہ کے دل نرم ہو گئے اور انہوں نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ چنانچہ علی الصبح قریباً ساڑھے نو ہزار لوگوں کی ایک جماعت حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ذی وقار پہنچی جہاں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ قیام پذیر تھے۔

مصالحتی کوششیں:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گو کہ بصرہ پر قابض ہو چکی تھیں لیکن اہل بصرہ تین واضح گروپوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ ان میں ایک گروپ غیر جانبدار تھا۔ دوسرا گروہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حامی تھا جبکہ تیسرا گروپ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا۔ وہ گروپ جو غیر جانبدار تھا اس نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے ہی دو گروہوں کے درمیان لڑائی کا خطرہ بڑھ رہا ہے تو اس نے مصالحت کروانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی دورِ اسلام کے اس نازک موقع کو سمجھ رہے تھے اس لئے انہوں نے بھی حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو بصرہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تاکہ بات چیت سے معاملہ طے کیا جا سکے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بصرہ پہنچے اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا مؤقف سنا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

KITABISTAN.BLOGSPOT.COM

کہ ہم لوگوں کے اختلاف اور ان کی اصلاح کے لئے خروج کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) سے قصاص لیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو قرآن مجید کی تعلیمات کے خلاف ہوگا۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کا مؤقف جاننے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی وہی مؤقف ہے جو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کا جواب سننے کے بعد کہا کہ آپ تمام حضرات درست فرماتے ہیں اور ہم بھی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لیا جائے لیکن آپ حضرات کا یہ طریقہ درست نہیں اور آپ نے بصرہ کے چھ سو افراد کو قتل کر ڈالا جبکہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں تھے۔ اس طرح کی کاروائیاں اُمت میں اختلاف ختم کرنے کی بجائے اختلاف بڑھائیں گی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُم المومنین آپ رضی اللہ عنہا ہمارے لئے باعث خیر و برکت ہیں آپ رضی اللہ عنہا ہمیں اس خیر سے محروم نہ فرمائیں مصالحت سے کام لیں تاکہ فتنہ دم توڑ جائے اور ہم بھی قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص وصول کر سکیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس مشورہ کو پسند کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار ہوں تم علی (رضی اللہ عنہ) کو بھی اس پر آمادہ کرو۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس پر کچھ اعتراض نہ ہوگا۔

* * *

تاریخ اسلام کا نازک ترین دور

جنگ جمل:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مصالحتی کوشش کامیاب ہوئی۔ ابن سبا نے جب دیکھا کہ ان دونوں لشکروں کے مابین صلح ہو رہی ہے تو اس نے سوچا کہ اگر انہوں نے صلح کر لی تو پھر یہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی تلاش شروع کر دیں اور پھر ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ چنانچہ اس نے منصوبہ تیار کیا کہ اس صلح کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ ابن سبا نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ رات کی تاریکی میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر شب خون ماریں۔

ابن سبا کے لشکریوں نے رات کی تاریکی میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ جس سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے سمجھا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ منافقین کی کوششیں کامیاب ہو چکی تھیں اور مسلمانوں کے دونوں گروہ آپس میں لڑنا شروع ہو گئے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لشکر کو روکنے کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ معاملہ صلح وصفائی سے نبٹ جائے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی لیکن اس دوران جنگ کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب تمام معاملہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ تے میدانِ جنگ میں موجود حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے طلحہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے میری مخالفت میں یہ سب کیا تم اللہ عزوجل کو اس کا کیا

جواب دو گے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں؟ کیا تم پر میرا اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے؟ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں سازش نہیں کی؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے اور اس کی لعنت قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے زبیر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں وہ دن یاد ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم مجھے (علی رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتے ہو تو تم نے کہا تھا: ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم ایک دن مجھ (علی رضی اللہ عنہ) سے ناحق لڑو گے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ اگر مجھے یہ بات مدینہ منورہ میں یاد دلاتے دیتے تو میں ہرگز آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نہ نکلتا۔

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی حکم دیا لیکن انہوں نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے علیحدہ ہو کر تنہا بصرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں احنف بن قیس کے لشکر کا ایک بدبخت عمرو بن الجرموز آپ رضی اللہ عنہ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کیوں آتا ہے؟ اس نے کہا: مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز کی ادائیگی کے بعد تیرے سوال کا جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس بدبخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب خادم نے عمرو بن الجرموز کے آنے کی خبر دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بدبخت کو جہنم کی بشارت کے ساتھ اندر آنے کی

اجازت دو۔ عمرو بن الجرموز جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تلوار دیکھ کر فرمایا: او بد بخت! یہ وہ تلوار تھی جو عرصہ دراز تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرماتی رہی۔ عمرو بن الجرموز نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور اپنے پیٹ میں تلوار مار کر خودکشی کر لی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی میدانِ جنگ سے علیحدگی کے بعد حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سوچ میں پڑ گئے کہ انہیں بھی میدانِ جنگ چھوڑ دینا چاہیے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی سوچ میں تھے کہ مروان بن حکم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں بصرہ لے جایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وصال فرما گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ جو کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ان کی حفاظت کر رہے تھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں حکم دیا کہ وہ قرآن مجید پکڑ کر اس بات کا اعلان کریں کہ ہمیں قرآن مجید کا فیصلہ منظور ہے تم بھی قرآن مجید کا فیصلہ منظور کر لو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اعلان کرنا شروع کر دیا۔ ابن سبا نے جب دیکھا کہ حالات ایک مرتبہ پھر قابو میں آنے والے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو تیروں کی بارش کرنے کا حکم دے دیا جس سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بے شمار جانثار شہید ہو گئے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرنے والے باری باری شہید ہوتے جا رہے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ جنگ میں کمی کی بجائے شدت آتی جا رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر کسی طرح جنگ نہ روکی گئی تو بہت سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے ناقہ نیچے گر پڑا۔ آپ

رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنی ہمشیرہ اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت کرو تاکہ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچے۔ چنانچہ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا اور عماری کے مقام پر لے گئے جہاں قریب کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے بیٹھتے ہی جنگ کا زور کم ہونا شروع ہوگیا اور کچھ دیر بعد جنگ ختم ہوگئی۔

جنگ کے ختم ہوتے ہی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حال دریافت کیا۔ بعدازاں دونوں فریقین کے مابین صلح کا معاہدہ طے پایا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ کی چالیس عورتوں اور حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بصرہ روانہ کردیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہلی منزل تک چھوڑنے خود آئے اور دوسری منزل تک حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھوڑا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں جہاں حج کی ادائیگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا دوبارہ مدینہ طیبہ تشریف لے گئیں۔

جنگ جمل میں شہید ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں۔ مستند روایات کے مطابق دس ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت کعب رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے۔ جنگ جمل تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی افسوسناک پہلو ہے جس میں بے شمار مسلمان ناحق مارے گئے۔

کوفہ کو دارالخلافہ بنانا:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی جمل سے بصرہ روانہ ہوئے جہاں لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا اور خود کوفہ تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کے بعد اسے دارالخلافہ مقرر کیا اور اس بات کا اعلان کیا کہ تمام اُمورِ خلافت اب مدینہ منورہ کی بجائے کوفہ سے انجام دیئے جائیں گے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نے انتظامی اُمور میں مختلف تبدیلیاں فرمائیں۔ مدائن پر یزید بن قیس کو گورنر مقرر کیا گیا' خراسان پر خلید بن کاس کو گورنر مقرر کیا گیا' موصل اور شام سے متصل دیگر علاقوں پر اشترنخعی کو گورنر مقرر کیا گیا اور اصفہان پر محمد بن سلیم کو گورنر مقرر کیا گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو ملک مصر کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بصیرت اور بہترین حکمت عملی سے اہل مصر کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلم کرلیں۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں سوائے خربتہ کے تمام مصری قبائل نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا۔ خربتہ نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ وہ اُمورِ خلافت میں کسی قسم کی مداخلت نہ کریں گے لیکن ابھی اس وقت انہیں بیعت کے لئے نہ کہا جائے۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی دوراندیشی کی بدولت ان پر زیادہ دباؤ ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوششیں:

جنگ جمل کے اختتام پذیر ہونے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ملک شام پر چڑھائی نہ کردیں۔ اس دوران اہل مصر نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرلی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا شدید خطرہ لاحق ہوگیا کہ اب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ اور مصر دونوں جانب سے شام پر حملہ کردیں گے۔ انہوں نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا اور ان سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں

اس لئے وہ ان کی مدد کریں۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی بھی طرح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ملوث نہیں ہیں اور جب سب لوگ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر رہے ہیں تو وہ اور اہل شام بھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کریں تا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ با آسانی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تحقیقات کر سکیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا جواب ملا تو انہوں نے ایک دھمکی آمیز خط حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا جس میں انہیں دھمکی دی گئی کہ اگر انہوں نے ان کا ساتھ نہ دیا تو وہ مصر پر چڑھائی کر دیں گے۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر کیا کہ میں تمہاری دھمکیوں سے نہیں ڈرتا اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو جلد تمہیں خود اپنی جان بچانا مشکل ہو جائے گی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ اگر وہ مصر پر حملہ کرتے تھے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ سے شام پر حملہ آور ہو جاتے تھے اس لئے ایسی صورت میں ملک شام پر ان کا قبضہ برقرار نہ رہتا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ پر اپنا دباؤ جاری رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً مزید کئی خطوط لکھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس خط و کتابت کی خبر اپنے مخبروں کے ذریعے ہو گئی۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مشہور کر دیا کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی اطاعت کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس دوران حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ خربتہ والوں کو جلد از جلد بیعت پر قائل کریں اور اگر وہ بیعت نہ کریں تو ان سے سختی سے نمٹا جائے۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی دور اندیشی کی بنیاد پر اس حکم پر فی الفور عمل درآمد کرنا مناسب نہ سمجھا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جواباً تحریر فرمایا کہ خربتہ والوں کی آبادی قریباً دس ہزار ہے اور یہ تجربہ کار جنگجو ہیں اس لئے فی الحال ایسے وقت میں

ان کے ساتھ سخت رویہ رکھنا نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا جواب ملا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ افواہیں بھی تیز ہوگئیں کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ مل چکے ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چونکہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کے مرتبے کا پتہ تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا اور انہیں مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن الحکم نے آپ رضی اللہ عنہ کو سخت ذہنی اذیتوں میں مبتلا کیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ کوفہ چلے گئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا ان کے گوش گزار کر دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی تمام باتوں کو غور سے سنا اور ان کو اپنا مشیر خاص مقرر کر دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی کوفہ جانے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص مقرر ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے ایک خط مروان بن الحکم کو لکھا جس میں اسے کہا گیا کہ مجھے یہ بات گوارہ تھی کہ تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد ایک لاکھ سپاہیوں سے کرتا نہ کہ یہ تو حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو دوبارہ ان کی خدمت میں جانے دیتا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کی جانب سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ بجا تھا لیکن ان لوگوں نے بجائے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے ان کے خلاف محاذ شروع کر دیا جس سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے

قاتلین سے قصاص کی وصولی کا معاملہ لٹک گیا اور مسلمانوں دو گروہوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آراء ہو گئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدد کی یقین دہانی:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے محاصرہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے وہ ان باغیوں کے شر کی وجہ سے مدینہ منورہ سے فلسطین چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے محمد اور عبداللہ بھی تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ رضی اللہ عنہ کو فلسطین میں ہی ملی جہاں سے آپ رضی اللہ عنہ دمشق چلے گئے۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکار کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ انہیں کیا کرنا چاہئے؟ عبداللہ نے جواب دیا کہ ہمیں اس وقت گھر میں بیٹھا رہنا چاہئے یہاں تک کہ مسلمان کسی ایک پر متفق نہیں ہو جاتے۔ محمد نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عرب کے سرداروں میں ہوتا ہے یہ مسئلہ تب تک حل نہیں ہو سکتا جب تک آپ رضی اللہ عنہ اس میں مداخلت نہ کریں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں کا جواب سننے کے بعد کہا کہ عبداللہ نے مجھے اس بات کا مشورہ دیا جس میں آخرت کی بھلائی ہے جبکہ محمد نے مجھے اس بات کا مشورہ دیا جس میں دنیا کی بہتری ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں اپنے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے حمایت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کو مزید تیز کر دیا اور لوگوں کی حمایت حاصل کرنے لگے۔ اس ضمن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کو ہدایت کی کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیض اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کٹی ہوئی انگلیاں لے کر ملک شام کے کونے کونے میں جائیں اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں گے۔

حالات وواقعات آہستہ آہستہ مزید ابتر ہونا شروع ہو گئے اور ایک بہت بڑی جنگ کا پیش خیمہ بننے لگے۔ اس دوران منافقین نے اپنی سازشیں جاری رکھیں اور دونوں گروہوں کے درمیان تنازعات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حالات کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جسے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ لے کر ملک شام روانہ ہوئے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ اس وقت دربار سجائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خط باآوازِ بلند خود پڑھا۔ خط میں تحریر تھا:

> ”اللہ عزوجل کی حمد وثناء اور حضور نبی کریم ﷺ پر بے شمار درود وسلام!
>
> تم اور تمہارے تابع تمام مسلمانوں پر میری بیعت کرنا لازم ہے کیونکہ تمام مہاجرین وانصار نے اتفاقِ رائے سے مجھے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو بھی انہی لوگوں نے بالاتفاق خلیفہ منتخب کیا تھا۔ پس تم بھی مہاجرین اور انصار کی طرح میری بیعت کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ تم مجھ سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ کرتے ہو تم میری بیعت کرو اور مجھ سے مل کر اس کا ضابطہ طے کرو تاکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرسکوں ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ سراسر دھوکہ ہے۔“

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے جو خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لئے لکھا تھا اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خالی کاغذ بھجوادیا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بیعت نہیں کرنا چاہتے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں اپنے سابقہ مؤقف کا اعادہ کیا اور حسب معمول اس بات پر قائم رہے کہ پہلے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے حوالے کیا جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا خط ابو مسلم کے ہاتھ بھیجا جس میں تحریر تھا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ علم و فضل میں ہم سب سے اعلیٰ و افضل ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس خط کو پڑھا اور ابو مسلم سے فرمایا کہ اس کا جواب وہ کل دیں گے۔ اگلے روز جب ابو مسلم، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو دس ہزار مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے باآوازِ بلند کہا کہ ہم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتل ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو مسلم سے فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتلوں پر میرا کتنا اختیار ہے تم امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ اپنا مطالبہ چھوڑ دیں کیونکہ میں ہرگز عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قتل میں یا کسی قسم کی سازش میں ملوث نہیں ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے کسی بھی طور یہ قابل قبول نہ تھا اور وہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے ملک شام کے گورنر تھے جہاں انہوں نے اپنے قدم اس قدر مضبوط کر لئے تھے کہ اہل شام ان کے ساتھ ہر مشکل سے مشکل وقت میں بھی چلنے کو تیار تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ملک شام آ گئے۔ ان میں حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبیداللہ بن عمر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم جیسے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ وہ اموی گورنر جنہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا تھا وہ سب بھی ملک شام میں ا. فِ ہو گئے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاسی بصیرت کی وجہ سے ان تمام حضرات کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔

جنگ صفین:

ہر قسم کی سفارتی کوششوں کے ناکام ہونے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ سے ایک لشکر لے کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں اپنا قائم مقام فرمایا اور خود اسی ہزار کا ایک لشکر لے کر کوفہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ستر اصحابِ بدر اور سات سو صحابہ وہ تھے جنہوں نے بیعت رضوان کا اعزاز حاصل کیا تھا شامل تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زیاد بن نصر اور حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہم کی قیادت میں بارہ ہزار سپاہیوں کے ایک لشکر کو مقدمتہ الجیش کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور ان سے فرمایا کہ اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک کہ وہ پہل نہ کریں اور انہیں بار بار صلح کی دعوت دیتے رہنا اور ان کے زیادہ نزدیک نہ جانا جس سے وہ سمجھیں کہ تم جنگ کے ارادہ سے آئے ہو اور نہ اس قدر دور رہنا کہ وہ سمجھیں کہ تم بزدل ہو۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باقی کا لشکر لے کر نخیلہ کے راستے مدائن پہنچے اور مدائن میں حضرت مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کرنے کے بعد حضرت معقل بن قیس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین ہزار سپاہیوں کے لشکر کو آگے روانہ کیا اور خود باقی فوج کے ہمراہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد ملک شام کی سرحد میں داخل ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس دوران اپنی فوجوں کے ہمراہ پہلے ہی دریائے فرات کے کنارے واقع ایک میدان صفین میں پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے دریائے فرات کے پانی پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی مورچہ بندی اس طریقے سے کی کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب صفین پہنچیں تو انہیں پانی کے حصول میں دشواری کا سامنا ہو۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب اپنی فوجوں کے ہمراہ مقامِ صفین پر پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجیں پہلے ہی پانی پر قبضہ کر چکی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو حکم دیا

کہ جیسے بھی ہو پانی پر قبضہ کیا جائے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی فوج نے پانی کی جانب پیش قدمی کی جہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعینات فوج نے آپ رضی اللہ عنہ کی فوج پر تیروں کی بارش شروع کردی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فوج نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پانی پر قبضہ کرلیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پانی پر قبضہ کرنے کے بعد شامی فوج پر پابندی نہ لگائی بلکہ پانی کا استعمال دونوں کے لئے یکساں رکھنے کی ہدایت کی۔

پانی پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قبضہ اور شامی فوج کو پانی کی سپلائی نہ بند کرنے کی ہدایت پر ایسا لگا جیسے جنگ نہ ہو گی اور دونوں فریقین میں صلح ہو جائے گی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، حضرت زید بن قیس، حضرت مدی بن حاتم، حضرت زیاد بن حفصہ اور حضرت شیث بن ربعی رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ معاملہ صلح و صفائی سے حل ہو جائے۔

حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پیغام دیا کہ مسلمانوں کی تفریق سے باز آجائیں تاکہ خونریزی نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے امیر کو بھی اس کی نصیحت کرو۔ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ تمہاری طرح نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا اس بات سے کیا مطلب ہے؟ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ سابق الاسلام ہیں اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں اور ہم سب میں خلافت کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا مطلب کیا ہے؟ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تمہیں راہِ حق کی دعوت دیتے ہیں تم ان کی دعوت قبول کرلو تاکہ اُمت انتشار سے بچ جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا مطلب ہے کہ تم چاہتے ہو کہ میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قصاص کا مطالبہ ترک کردوں؟ حضرت بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کا قصاص چند کمینوں کے ذریعے مانگتے ہو ہمیں تمہارے مطلب کا علم ہے اس لئے تمہیں اللہ کا خوف دلاتے ہیں

تم اپنے ذہن سے ان خیالات کو نکال دو اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر کہا: تم یہاں سے چلے جاؤ تمہارے اور ہمارے درمیان تلوار ہے جو فیصلہ کرے گی۔

اس سفارتی وفد کے ناکام ہونے پر ایک مرتبہ پھر اس بات کا خطرہ لاحق ہو گیا کہ جلد ہی مسلمانوں کے یہ دونوں گروہ آمنے سامنے ہوں گے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ہمت نہ ہاری اور جنگ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے ایک اور وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس وفد کے سربراہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا: اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لو تمہاری بیعت کے بعد مسلمان پھر سے متحد ہو جائیں گے۔ وہ تلوار جو کبھی باطل کے لئے اٹھتی تھی اب وہ مسلمانوں کے لئے اٹھ رہی ہے۔ اگر تم نے بیعت سے انکار کیا تو پھر تمہارے ساتھ بھی وہی پیش آ سکتا ہے جو جمل والوں کو پیش آیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا کہ اے عدی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم صلح کے لئے آئے ہو یا لڑنا چاہتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ میں حرب کا بیٹا ہوں اور مجھے لڑائی سے کوئی خوف نہیں۔ تم بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتلوں میں سے ہو اور عنقریب اللہ تمہیں بھی قتل کرائے گا۔ اس تلخ ماحول کو دیکھتے ہوئے حضرت یزید بن قیس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا کہ ہم لوگ سفیر بن کر آئے ہیں اور ہمارا کام تمہیں نصیحت کرنا تھا۔ اس کے بعد ان کے درمیان ایک مرتبہ پھر تلخ کلامی ہو گئی اور سفارتی کوششیں دم توڑ گئیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ سفارتی کوششیں قریباً تین ماہ تک جاری رہیں لیکن ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بالآخر یکم صفر المظفر ۳۷ ہجری کو دونوں فریقین کے درمیان باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ جنگ کے دوران آہستہ آہستہ شدت آتی گئی اور بے شمار مسلمان مارے گئے۔ اس دوران جنگ کا ساتواں روز آن

پہنچا اس دن کو تاریخ میں لیلۃ الہریر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس ایک دن میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان مارے گئے۔ اس جنگ میں قریباً ستر ہزار مسلمان مارے گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پلہ جنگ میں بھاری تھا۔ اس دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا جس سے شامی فوج ایک بہت بڑی شکست فاش سے بچ گئی اور جنگ ختم ہوگئی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اندازہ کر لیا تھا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شکست دینا ان کے بس کی بات نہیں اس لئے انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا جس پر اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ نیزوں پر قرآن مجید اٹھائے میدانِ جنگ میں داخل ہوئے اور با آوازِ بلند اعلان کرنے لگے: اے عربو! اپنے بچوں اور عورتوں کو رومیوں اور ایرانیوں کی یلغار سے بچانے کی تدبیر کرو اگر ہم ختم ہو گئے تو رومی اور ایرانی پھر سے عروج حاصل کر لیں گے۔ قرآن مجید ہم سب کے لئے قابل احترام ہے اس لئے اس کا حکم مان لو اور اس کا فیصلہ قبول کر لو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنی فوج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یہ شامیوں کی ایک جنگی چال ہے۔ چنانچہ اشتر نخعی جو کہ اس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر کی قیادت کر رہے تھے انہوں نے شامیوں پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ ابن سبا منافق اپنے سرکردہ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ اشتر نخعی کو واپس بلا لیں اور جنگ بندی کا اعلان کریں نہیں تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو ہم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فتنہ کا دروازہ کھل چکا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی کو میدان جنگ سے واپس بلا لیا۔ چنانچہ اشتر نخعی کے واپس آنے پر جنگ ختم ہوگئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہستیاں دریائے فرات کے کنارے صفین کے مقام پر خون میں رنگین تھیں۔ روایات کے مطابق اس جنگ میں ستر ہزار مسلمان

شہید ہوئے جن میں مہاجرین اور انصار کی ایک کثیر تعداد بھی شامل تھی۔ جنگ صفین اسلامی تاریخ کا ایک ایسا المناک پہلو ہے جس سے وہ مسلمان جو کبھی حق کے لئے لڑتے ہوئے شہید ہوتے تھے آپس میں لڑتے ہوئے مارے گئے۔ جنگ صفین سے اسلامی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور خلافت دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔ مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کا آغاز شروع ہوگیا اور اسلامی فتوحات جو کہ آہستہ آہستہ ساری دنیا میں پھیل رہی تھیں وہ ختم ہوگئیں۔

اقرار نامہ:

اشتر نخعی کی واپسی کے بعد حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین! لوگوں نے قرآن مجید کو حکم مان لیا ہے اور جنگ بند ہوچکی ہے اس لئے اگر آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت ہو تو میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاکر ان کے ارادے معلوم کروں؟ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر ان سے کہا کہ ہم اور تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف رجوع کریں اور دونوں جانب سے کسی ایسے شخص کو فریق منتخب کریں اور ان سے حلف لیں کہ وہ قرآن مجید کے موافق فیصلہ کریں اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اسے دونوں فریق قبول کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آکر تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور اہل عراق کی جانب سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس نام سے اختلاف کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام پیش کیا جس پر حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ دار کو نامزد کرتے ہیں جبکہ ہم ایسے شخص کو نامزد کرنا چاہتے ہیں جس کا آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے برابری کا تعلق ہو۔ اس پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اشتر نخعی کا نام لیا لیکن حضرت

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں جبکہ اشتر نخعی کو ان کی صحبت نہیں ملی۔ چنانچہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نامزد کر دیا۔

اس دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اقرار نامہ کی تحریر کے لئے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ کاتب نے تحریر کے آغاز میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ امیر المومنین کا لفظ لکھا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ہم ابھی آپ رضی اللہ عنہ کا خلیفہ تسلیم نہیں کرتے چنانچہ امیر المومنین کے لفظ کو مٹا دیا گیا اور ذیل کا معاہدہ تحریر ہوا:

> ”یہ اقرار نامہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) کے درمیان ہے۔ علی (رضی اللہ عنہ) نے اہل عراق اور ان تمام لوگوں کی جانب سے ایک منصف مقرر کیا ہے جبکہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اہل شام کی جانب سے ایک منصف مقرر کیا ہے۔ بے شک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کا فیصلہ مانتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ اور کتاب اللہ کے سوا کسی بات کو داخل نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم قرآن مجید کے حکم کو زندہ کریں اور اس بات پر عمل کریں جس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس کام سے منع کیا گیا اس سے باز رہیں اور دونوں حضرات (یعنی ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم) جو فیصلہ قرآن مجید میں پائیں اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اگر قرآن مجید میں نہ پائیں تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کریں گے۔“

اقرار نامہ کی تحریر کے بعد دونوں جانب سے فریقین نے اس پر دستخط کئے اور اس کے بعد دونوں منصفین کو چھ ماہ کی مہلت دی گئی کہ وہ اس مدت کے دوران دومتہ الجندل

کے مقام پر دونوں فریقین کو طلب کر کے اپنا فیصلہ سنائیں گے اور اس دوران اہل عراق اور اہل شام کے چار چار سو لوگ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے جو تمام مسلمانوں کے قائم مقام تصور کیے جائیں گے۔

منصفین کا اجتماع:

اقرار نامے کے مطابق دونوں جانب کے منصفین کا اجتماع دومتہ الجندل کے نزدیک اذرج کے مقام پر ہوا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چار سو افراد روانہ کر دیئے اور ان پر حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا جبکہ امامت کی ذمہ داری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سپرد کی۔ اس اجتماع میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحرث رضی اللہ عنہم و دیگر اکابر جو کہ اپنے زہد و تقویٰ کی بنیاد پر اُمت مسلمہ میں اتحاد کی نشانی تھے اور وہ اس تمام خونریزی اور جنگ سے علیحدہ رہے تھے بحیثیت مبصر شامل ہوئے۔ اس دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی چار سو افراد کے ہمراہ اذرج پہنچ گئے اور پھر دونوں حضرات کے مابین باقاعدہ گفتگو کا آغاز ہوا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا اور معاویہ (رضی اللہ عنہ) ان کے وارث ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سچ ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چونکہ سیاسی امور کے ماہر تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم خیال بناتے ہوئے کہا: پھر تمہیں کون سی چیز معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنانے سے روک رہی ہے۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ)، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خط و کتابت بھی کر چکے ہیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو سیاست اور نظام چلانے کا وسیع تجربہ ہے اور اگر تم انہیں خلیفہ منتخب کر لو تو وہ تمہیں بھی حکومت میں شامل کر لیں گے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے

بعد کہا کہ اے عمرو (رضی اللہ عنہ)! اللہ سے ڈرو۔ خلافت کی بنیاد تقویٰ پر ہے نہ کہ سیاست پر اور علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اپنے تقویٰ کی بنیاد پر اس کے زیادہ حق دار ہیں اور جہاں تک کسی علاقے کی گورنری کا حصول ہے تو میں اللہ عزوجل کے کاموں میں رشوت لینا پسند نہیں کرتا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہاری اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر تمہارا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر تمہیں میرے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کیا اختلاف ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ واقعی نیک اور شریف تھا لیکن تمہاری وجہ سے وہ بھی فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تو گویا تم یہ اس کے سپرد کرنا چاہتے ہو جس کے منہ میں دانت نہ ہوں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے درمیان یہ گفتگو تنہائی میں ہو رہی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمرو (رضی اللہ عنہ)! آگے ہی بہت خون خرابہ ہو چکا ہے اب یہ قوم مزید آزمائش برداشت نہیں کر سکتی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تم کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر دونوں کو معزول کر کے لوگوں کو اس کا اختیار دیتے ہیں کہ وہ جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے منظور ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خط و کتابت:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خط و کتابت جاری رکھی تھی تا کہ تمام معاملہ سے آگاہ رہیں۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خطوط براہِ راست حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام آتے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو کہ معاملہ فہم تھے انہوں نے اذرج پہنچنے پر حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کی تھیں تا کہ انہیں اندازہ ہو سکے کہ ان حضرات کی رائے کیا ہے لیکن وہ ان کی گفتگو سے صرف

یہی اندازہ کر پائے کہ معاملہ بے حد پیچیدہ ہے اور دونوں فریقین کے درمیان اتحاد قائم ہونا مشکل ہے۔

منصفین کا فیصلہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کا جب اس بات پر اجماع ہو گیا کہ دونوں حضرات کو معزول کر دیا جائے تو دونوں حضرات مسجد میں تشریف لے گئے۔ دونوں جانب کے تمام افراد بھی مسجد میں تشریف لے آئے۔ مسجد میں پہنچ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ فیصلے کا اعلان کریں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بھی چالاکی دکھاتے ہوئے کہا کہ نہیں آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ فیصلے کا اعلان کریں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

> ''وہ فیصلہ جس پر میں اور عمرو (رضی اللہ عنہ) دونوں متفق ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم دونوں کو معزول کرتے ہیں اور مجلس شوریٰ کو اس بات کا اختیار دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی رائے عامہ سے نئے خلیفہ کا انتخاب کریں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس اعلان کے بعد منبر سے نیچے اتر آئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فوراً منبر پر چڑھے اور اعلان کیا:

> ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے اور میں بھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کرتا ہوں لیکن میں معاویہ بن سفیان (رضی اللہ عنہ) کو معزول نہیں کرتا اور انہیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہونے کی وجہ سے اس منصب پر برقرار رکھتا ہوں۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تقریر سے ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما و دیگر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ملامت کیا کہ تم دھوکہ کھا گئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ چونکہ شریف النفس تھے اس لئے انہیں بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اس تقریر پر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے ہمارے درمیان متفقہ فیصلے کے خلاف اعلان کیا ہے۔ اس دوران حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔

چنانچہ اس معاملہ کے بعد اہل عراق کوفہ کی جانب چلے گئے جبکہ اہل شام نے دمشق کی راہ لی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنی باقی تمام زندگی مکہ مکرمہ میں گزار دی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دمشق جا کر خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوفہ جا کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جا کر تمام واقعہ بتایا جس پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دعائے قنوت پڑھنا شروع ہو گئے۔

اس فیصلے کے بعد خلافت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہل عرب و عراق کے خلیفہ منتخب ہوئے۔ ایران کے مفتوحہ علاقوں پر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا کنٹرول رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ کوفہ قرار دیا گیا جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملک شام و فلسطین پر اپنی حکومت قائم کی جس میں بعدازاں مصر کو بھی شامل کر لیا گیا۔

خلافت کی واضح تقسیم کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کمزور کرنے کے لئے سیاسی چالیں کھیلنا شروع کر دیں۔ خلافت کی اس تقسیم کے بعد سلطنت اسلامی بحران کا شکار ہو گئی۔ ایرانیوں نے بغاوت شروع کر دی اور رومیوں نے بھی سر اٹھانا شروع کر دیا۔ جب صورتحال خراب ہونا شروع ہوئی تو دونوں گروہوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ دونوں گروہ اپنی اپنی سرگرمیاں اپنے اپنے علاقوں تک محدود رکھیں گے۔

* * *

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت

خارجیوں کی بغاوت:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاہدہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شامل بنوتمیم کے ایک شخص غزویہ بن ادیہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس بات پر اعتراض کیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کوفہ چلا گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو سننے سے انکار کر دیا اور بحث پر اتر آئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم میں سمجھدار کون ہے؟ انہوں نے عبداللہ بن الکواء کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن الکواء سے پوچھا کہ تم نے میرے دست حق پر بیعت کی اب اس خروج کی وجہ کیا ہے؟ عبداللہ بن الکواء نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عمل کی وجہ سے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا ارادہ جنگ روکنے کا نہ تھا لیکن تم نے اصرار کیا جس پر میں نے جنگ بند کی اور پھر مجھے مجبوراً مصالحت کے لئے بھی راضی ہونا پڑا۔ اب دونوں جانب کے منصفین نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ وہ قرآن مجید اور سنت کے خلاف فیصلہ نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو پھر ہماری تلوار اس کا فیصلہ کرے گی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عبداللہ بن الکواء نے کہا کہ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور اُس کے ساتھیوں نے بغاوت کی اور قرآن کی رو سے وہ واجب القتل ہیں اس لئے ہم کسی منصف کے فیصلے کو نہیں مانتے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سمجھایا

کہ فیصلہ کسی منصف کا نہیں قرآن مجید کا ہوگا جس پر عبداللہ بن الکواء راضی ہو گیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی اس بات پر رضامند کرلیا۔

منصفین کے فیصلے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر ملک شام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو خارجیوں کے لیڈر حرقوس بن زہیر اور ذرعہ بن البرح نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہمارے مشورے کو ٹھکرا دیا اور اب خود وہی کام کرنا چاہتے ہیں جب تک آپ رضی اللہ عنہ اپنی غلطی تسلیم نہیں کریں گے ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا مؤقف ماننے سے انکار کر دیا۔

ایک روز حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جامع مسجد کوفہ میں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک خارجی نے نعرہ لگایا: لاحکم الا للہ۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! تم کلمہ حق سے باطل کا اظہار کرتے ہو۔ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ پھر خطبہ دینے لگے۔ اس دوران ایک اور خارجی نے یہی نعرہ بلند کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کو سمجھانے کے بعد واپس چلے گئے جبکہ یہ خارجی عبداللہ ابن وہب کے پاس ا فِ ہوئے اور اسے بغاوت پر آمادہ کیا جس کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ کوفہ سے فی الوقت نکل جائیں۔ چنانچہ پانچ پانچ کی ٹولیاں بنا کر یہ تمام باغی نہروان کی جانب نکلنا شروع ہو گئے اور اپنی قوت جمع کرنا شروع کر دی۔

نہروان پہنچ کر کوفہ کے باغیوں نے خط لکھ کر بصرہ کے باغیوں کو بھی نہروان بلا لیا اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے تابعین پر کفر کے فتوے لگانا شروع کر دیئے اور اس دوران انہوں نے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو ان کی اہلیہ اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ شہید کر دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب خارجیوں کی اس سرکشی کی خبر ہوئی تو آپ

رضی اللہ عنہ نے اس بات کا خطرہ محسوس کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو نہروان کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لشکر نہروان پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے جو بھی خارجی ان کے ساتھ آن ملے گا اسے وہ اپنا بھائی سمجھیں گے۔ چنانچہ خارجیوں کی ایک بڑی تعداد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آن ملی۔ اب خارجیوں کی تعداد صرف چار ہزار رہ گئی تھے جو اپنے سردار عبداللہ بن وہب کے ساتھ موجود تھے۔ یہ تمام خارجی اپنے عقیدے کے مضبوط تھے اس لئے انہوں نے بلا کسی خوف و خطر کے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے دلیری سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ایک کر کے تمام خارجی مارے گئے یہاں تک کہ صرف نو خارجی اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔

خارجیوں کے ساتھ اس جنگ کے نتائج حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں زیادہ مفید ثابت نہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہروان سے ہی ملک شام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بہت سے لوگ اس فیصلے کے خلاف ہو گئے اور وہ واپس کوفہ چلے گئے جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد صرف ایک ہزار رہ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شام پر لشکر کشی کا آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ خارجیوں کے ساتھ اس لڑائی میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سات افراد نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق خارجیوں میں اس شخص کو تلاش کیا جس کی نشانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو بیان کرتے ہوئے فرمائی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ڈھونڈ لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کی بے گور و کفن لاشوں کو میدانِ جنگ میں پڑا رہنے دیا اور اپنے لشکر کے ہمراہ واپس کوفہ روانہ ہو گئے۔

مصر پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبضہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو ہٹائے

جانے کے بعد حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر مقرر کئے گئے تھے۔ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل خربتہ کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے لئے زبردستی آمادہ کرنا چاہا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا جس سے مصر کے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد جب مصر کی صورتحال کی سنگینی کا اندازہ کیا تو انہوں نے اہل خربتہ کو مدد کی یقین دہانی کرواتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت کنانہ بن بشیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فوج کا ایک دستہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لئے بھیجا لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو شکست سے دوچار کیا اور حضرت کنانہ بن بشیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت کنانہ بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سننے کے بعد حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے ہمراہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لئے نکلے لیکن شکست سے دوچار ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک مردہ گھوڑے کی کھال میں بھر کر زندہ جلا دیا۔ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبضہ مصر پر ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب مصر پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قبضہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو مخاطب کرتے ہوئے سخت سست کہا لیکن اہل کوفہ پر آپ رضی اللہ عنہ کی تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مصر اور شام پر حملے کا خیال دل سے نکال دیا۔

اہل بصرہ کی بغاوت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر پر قبضہ کے بعد عبداللہ بن الحضرمی کو بصرہ بھیجا تاکہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا

قصاص لینا جائز ہے۔ عبداللہ بن الحضرمی جب بصرہ پہنچے تو اس وقت بصرہ کے حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کوفہ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن الحضرمی نے اہل بصرہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک خط دکھایا جس میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل بیان کئے گئے تھے اور لوگوں کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص طلب کرنے پر اکسانا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن الحضرمی کی ان کوششوں سے بنوتمیم اور دیگر اہل بصرہ اس بات پر آمادہ ہوگیا اور انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب ان کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عین بن ضبعیہ کو بصرہ بھیجا جنہوں نے ایک زبردست مقابلہ کے بعد عبداللہ بن الحضرمی کو قتل کر دیا اور بنوتمیم کے تمام سرکردہ لیڈروں کو مار دیا۔ عبداللہ بن الحضرمی اور دیگر سرداروں کے قتل کے بعد اہل بصرہ نے دوبارہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا جس سے بصرہ میں پھر سے امن قائم ہوگیا۔

ایرانیوں کی بغاوت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ان سیاسی چالوں کی وجہ سے مسلمان آپس میں لڑنا شروع ہوگئے تھے۔ ایرانیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں تو انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے نامزد گورنر سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نکال دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حفصہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ ایرانی اس بات پر خوش تھے کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں اس لئے اب وہ دوبارہ ان کی جانب توجہ نہیں کریں گے۔ حضرت زیاد بن حفصہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اس بے خبری کا خوب فائدہ اٹھایا اور اپنی طاقت کو بھرپور استعمال کرتے ہوئے انہیں پھر سے اطاعت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت زیاد بن حفصہ رضی اللہ عنہ کی بھرپور حکمت عملی سے ایک مرتبہ پھر ایران پر مسلمانوں کا تسلط قائم ہوگیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاسی چالیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کمزور کرنے کے لئے مختلف سیاسی چالیں کھیلنا شروع کر دیں اور عراق کے مختلف صوبوں میں علم بغاوت بلند کروانا شروع کر دیا۔ جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ساری توجہ عراق اور ایران کی جانب مبذول ہو گئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یمن اور حجازِ مقدس پر قبضہ کر لیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کو زبردستی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کروائی گئی۔ جس کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت عراق اور ایران تک محدود ہو گئی۔

یمن اور حجازِ مقدس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبضے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد کوفہ کو دارالخلافہ قرار دے دیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی جانب صحیح طریقے سے توجہ نہ دی گئی جس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ کو مختلف فتنوں اور بغاوت کا مقابلہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ ان تمام بغاوتوں کو شروع کرنے والے تھے انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی تمام تر توجہ ان باغیوں کے خلاف دیکھی تو انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی اور لوگوں کو زبردستی بیعت کرنے پر مجبور کیا جانے لگا۔

دوسری جانب اہل عراق تھے جنہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ کوفہ میں رہیں کیونکہ کوفہ کو اسلامی سلطنت میں یہ مقام حاصل تھا کہ یہاں بیٹھ کر تمام اسلامی صوبوں کی نگرانی کی جا سکتی تھی لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے وفا نہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا وہ حق ادا نہ کیا جس کا ان سے فطری طور پر تقاضہ کیا جا سکتا تھا یہاں تک کہ اہل عراق کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر تنقیدی نظر اور انہیں مسترد کیا جانے لگا۔

* * *

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت

نہروان میں خارجیوں کو شکست فاش ہوئی تھی۔ اس جنگ میں جو خارجی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ ان خارجیوں کا سردار ابن ملجم تھا۔ ابن ملجم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حامی بھری۔ عمر بن بکر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حامی بھری جبکہ برک بن عبداللہ تمیمی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی حامی بھری۔ چنانچہ ان تینوں حضرات نے اپنے اس ناپاک ارادے کے لئے سترہ رمضان المبارک بوقت فجر کا وقت طے کیا اور اپنے ان مذموم ارادوں کے لئے روانہ ہو گئے۔

عمر بن بکر تمیمی مقررہ وقت پر جامع مسجد جا پہنچا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس روز علیل ہونے کی بناء پر اپنے ایک افسر خارجہ بن ابی حبیبہ کو نمازِ فجر کی امامت کے لئے مسجد بھیج دیا۔ جب انہوں نے نماز کے لئے تکبیر کہی اسی وقت عمر بن بکر تمیمی نے آگے بڑھ کر ان کا سر قلم کر دیا۔ لوگوں نے عمر بن بکر تمیمی کو پکڑ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا جہاں اس نے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ان کے قتل کی غرض سے آیا تھا لیکن اتفاقاً آج وہ خود نماز پڑھانے نہیں آئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کروا دیا۔

برک بن عبداللہ تمیمی جو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر مامور تھا وہ بھی مقررہ وقت پر جامع مسجد دمشق پہنچ گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے امامت

شروع کی تو برک بن عبداللہ تمیمی نے آگے بڑھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ برک بن عبداللہ تمیمی پکڑا گیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کروا دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو زخم آئے وہ زیادہ گہرے نہ تھے۔ طبیب نے کہا کہ ان زخموں کو داغنا پڑے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا جس کے جواب میں طبیب نے کہا کہ پھر دوسرے طریقہ علاج میں آپ رضی اللہ عنہ کے توالد و تناسل ختم ہو جائیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھے یزید و عبداللہ دے رکھے ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کے لئے ابن ملجم کوفہ پہنچا۔ ابن ملجم مصر کا رہنے والا تھا اس نے کوفہ جا کر اپنے حامیوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا جو نہروان میں بچ گئے تھے۔ اس دوران اس نے اپنا راز کسی سے بیان نہ کیا۔ ایک دن اس کی ملاقات شبیب بن شجرہ سے ہوئی جو اسے اپنے مطلب کا آدمی لگا۔ ابن ملجم نے جب اسے اپنے منصوبے سے آگاہ کیا تو اس نے ابن ملجم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن ابن ملجم نے اسے لالچ دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اس دوران ابن ملجم کی نظر بنو تمیم کی ایک حسین دوشیزہ پڑی اور وہ اسے دیکھتے ہی اس پر مر مٹا۔ اس حسینہ نے ابن ملجم کو پہچان لیا اور اس کو اپنے پاس بلایا۔ ابن ملجم جب اس کے پاس گیا تو اس نے اس شرط پر ابن ملجم سے نکاح کی حامی بھری کہ وہ اسے تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک لونڈی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کٹا ہوا سر مہر میں دے تو وہ اس سے نکاح کر لے گی۔ ابن ملجم نے کہا کہ اسے آخری شرط منظور ہے باقی کی شرائط وہ پوری کرنے پر قادر نہیں۔ بنو تمیم کی اس دوشیزہ نے حامی بھر لی۔ ابن ملجم نے اس دوشیزہ سے کہا کہ وہ اسے اپنے قبیلے کا کوئی قابل اعتماد آدمی دے تا کہ وہ اپنے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے۔ اس دوشیزہ نے وردان نامی ایک شخص کو ابن ملجم کے ساتھ کر دیا۔

سترہ رمضان المبارک بروزِ جمعہ فجر کے وقت ابن ملجم اپنے دونوں ساتھیوں شبیب

اور وردان کے ہمراہ جامع مسجد کوفہ پہنچا اور یہ تینوں مسجد کی ایک کونے میں چھپ گئے۔ جس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر کے لئے تشریف لائے اس وقت شبیب نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر پہلا وار کیا۔ شبیب کے وار کے بعد ابن ملجم آگے بڑھا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر دوسرا وار کیا۔ وردان نے یہ دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ شبیب بھی وار کرنے کے بعد بھاگ نکلا جبکہ ابن ملجم پکڑا گیا۔ وردان نے جب اس کا ذکر اپنے دوستوں سے کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے، اپنے بھانجے حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس دوران سورج طلوع ہو چکا تھا۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں گھر لے گئے۔ ابن ملجم کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پر آمادہ کیا؟ ابن ملجم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا اور اللہ سے دعا کی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو خلق کے لئے شر کا باعث ہو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس تلوار سے مارا جائے گا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل بالخصوص اپنے فرزند حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اگر میں جانبر نہ ہو سکا تو تم اسے قصاص کے طور پر اسی تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر ڈالنا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خواب:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سترہ رمضان المبارک کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ خواب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا شکوہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نے میرے ساتھ نہایت برا سلوک روا رکھا اور مجھے ناحق ستایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم اللہ سے دعا کرو۔ چنانچہ میں نے اللہ

عزوجل سے دعا کی کہ مجھے ان سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں ک ایسے شخص سے واسطہ ڈال دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بنت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم سے فرمایا: تو نے میرے باپ کو شہید کر کے کچھ نقصان نہ پہنچایا کیونکہ وہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے جبکہ تو روزِ محشر ذلیل و رسوا ہو گا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

روایت میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب والد بزرگوار کو زخمی حالت میں دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اول تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل کی ہے، دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے، سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ نیز چار باتیں مزید یہ ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہو گی۔ اپنے آپ کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المومنین! کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لیں؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: میں اس معاملے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا تم اپنے بعد جسے بہتر سمجھو اسے اپنا خلیفہ مقرر کر لینا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو طلب فرمایا اور ان سے ذیل کی وصیت کی:

> ''میرے بچو! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں، میرے بعد تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جانا، کسی دنیاوی شے کے حصول میں ناکامی پر افسوس نہ کرنا، حق بات کہنا اور حق کا ساتھ دینا، مظلوموں کی امداد کرنا، یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، ظالم کی حمایت نہ کرنا اور بے کسوں کو سہارا دینا، قرآن مجید سے ہدایت لیتے رہنا اور اللہ عزوجل کے احکام کی روشنی میں ملامت کرنے والے کی ملامت کرنے سے نہ ڈرنا۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اپنے بھائی محمد (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لینا۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا ان کا حق تم پر زیادہ ہے اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔''

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے اور حضرت خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام محمد بن علی رضی اللہ عنہ ہے لیکن تاریخ میں آپ رضی اللہ عنہ محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وصال:

شیر خدا، حیدرِ کرار، امام الاولیاء، امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو وصیت کرنے کے بعد کلمہ توحید پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۲۱ رمضان المبارک ۶۳ ہجری کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو دار الامارت کوفہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون کیا گیا جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے سترہ کلومیٹر دور دفن کیا گیا۔

* * *

حلیہ مبارک

روایات کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بڑی اور چہرہ پرکشش تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال بے شمار تھے۔ بازو اور پنڈلیاں گوشت سے بھرپور تھیں۔ جسم قدرے فربہ تھا اور سر مبارک پر بال کم تھے۔ کندھے مضبوط اور چوڑے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک گھنی تھی۔ جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کے سراپا کو دیکھتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے سحر میں کھو جاتا تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا لباس دو چادروں سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ ایک چادر سے آپ رضی اللہ عنہ تہبند باندھتے تھے جبکہ دوسری چادر سے جسم مبارک کو ڈھانپتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر مبارک پر عمامہ باندھے رکھتے تھے۔

* * *

ازواج واولاد

روایات کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نو شادیاں کیں۔ جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی متعدد اولاد تولد ہوئی۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج اور اولاد کا مختصراً تذکرہ بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ۲ ہجری میں ہوا۔ نکاح کے وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک انیس سال تھی جبکہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچ بچے حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین، حضرت سیّدنا امام محسن رضی اللہ عنہم اور حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت حضرت سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا تولد ہوئے۔ حضرت سیّدنا امام محسن رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے۔

۲۔ حضرت اُم البنین رضی اللہ عنہا بنت حرام کلابیہ:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوئی نکاح نہ کیا تھا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اُم البنین بنت حرام کلابیہ رضی اللہ عنہا سے کیا جن کے بطن سے حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عبداللہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم چار صاحبزادے تولد ہوئے۔ حضرت

عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تینوں صاحبزادے میدانِ کربلا میں حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔

۳۔ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تیسرا نکاح حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود سے ہوا جن سے حضرت عبید اللہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان دونوں صاحبزادوں نے بھی میدانِ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چوتھا نکاح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے کیا جن سے حضرت محمد اصغر اور حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ روایات کے مطابق ان دونوں صاحبزادوں نے بھی میدانِ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

۵۔ حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پانچوں نکاح حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دخترِ نیک اختر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں انہیں اپنے کندھوں پر سوار کر لیتے اور جب رکوع میں جاتے تو انہیں اتار دیتے اور جب سجدے کے بعد دوبارہ قیام کرتے تو انہیں پھر اٹھا کر کندھوں پر سوار کر لیتے۔ روایات کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق ان سے نکاح کیا۔ حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت محمد اوسط رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

۶۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت جعفر:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا چھٹا نکاح حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت جعفر سے ہوا۔

جن کے بطن سے حضرت محمد الاکبر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو تاریخ میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

۷۔ حضرت صہبا رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ تغلبیہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ساتواں نکاح حضرت صہبا رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ تغلبیہ سے کیا جن سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔

۸۔ حضرت اُم سعید رضی اللہ عنہا بنت عروہ بن مسعود ثقفی:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آٹھواں نکاح حضرت اُم سعید رضی اللہ عنہا بنت عروہ بن مسعود ثقفی سے ہوا۔ حضرت اُم سعید رضی اللہ عنہا سے حضرت اُم الحسن رضی اللہ عنہا اور حضرت رملہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے تولد ہوئیں۔

۹۔ حضرت محیاۃ رضی اللہ عنہا بنت امراء القیس:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا نواں اور آخری نکاح حضرت محیاۃ رضی اللہ عنہا بنت امراء القیس سے کیا جن سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیٹی تولد ہوئیں جو بچپن میں ہی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آپ رضی اللہ عنہ کے صاجزادوں حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین، حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت عباس، حضرت جعفر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے چلا۔ روایات میں آپ رضی اللہ عنہ کے سات بیٹوں کے احوال کا تذکرہ موجود ہے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے چند بیٹوں کے احوال مختصراً بیان کیا جا رہے ہیں۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادے، خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے

اور ۴۹ ہجری میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہوگا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی اس وقت پوری ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ نے اُمت مسلمہ کے اتحاد کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی اور خود مدینہ منورہ تشریف لے آئے جہاں اپنی ساری زندگی بسر کی۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے اور خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہر دلعزیز اور حضور نبی کریم ﷺ کے لاڈلے نواسے ہیں۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ، آپ رضی اللہ عنہ کو کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۶۱ ہجری میں واقعہ کربلا میں شہید کیے گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت اُم البنین رضی اللہ عنہا بنت حرام کلابیہ کے بطن سے تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ، واقعہ کربلا میں حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ جب ابن زیاد نے اہل بیت رسول ﷺ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا اور وہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہونے لگے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ہاتھ میں تلوار لی اور دوسرے ہاتھ میں مشکیزہ لے کر دریائے فرات پر روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے فرات سے پانی بھرا لیکن اس دوران ابن زیاد کے بدبخت سپاہیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ روک لیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ بے جگری سے لڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو کٹ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی لے جانے کی کوشش جاری رکھے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

* * *

سیرتِ مبارکہ

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن اور جوانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گزرے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا آئینہ تھے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے حافظ تھے اور قرآن مجید کے معانی و مطالب پر آپ رضی اللہ عنہ کو عبور حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ علم فقہ کے ماہر تھے اور مشکل سے مشکل فیصلے بھی قرآن وسنت کی روشنی میں حل کر لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پانچ سو چھیاسی (۵۸۶) احادیث روایت ہیں۔

زہد وتقویٰ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی رزقِ حلال کما کر کھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھیت میں پانی لگانے کے عوض چند کھجوریں بطورِ مزدوری دینے کے لئے کہا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شہنشاہ فقر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بظاہر خالی لیکن باطنی طور پر زہد و تقویٰ، قناعت وصبر کے خزانوں سے بھرپور تھے۔

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ

بنے تو آپ رضی اللہ عنہ دن میں صرف دو مرتبہ کھانا کھاتے تھے اور اس چیز سے کھانا کھاتے جو مدینہ منورہ سے آتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن شریک رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فالودہ کو دیکھ کر فرمایا: تو بہت اچھا، خوشبودار اور بہترین ذائقہ والا ہے لیکن میں اس چیز کو گوارا نہیں کرتا کہ میرا نفس اس کا عادی بن جائے۔

حضرت مجمع بن سمعان تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر بازار چلے گئے اور فرمایا کہ کون ہے جو مجھ سے اسے خرید لے کیونکہ اگر میرے پاس چار درہم ہوتے تو میں ازار بند خرید لیتا۔

حضرت عبداللہ بن زرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بروزِ عید حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے حلیم پیش کی۔ ہم نے عرض کیا: اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو صلاحیت کے ساتھ باقی رکھا ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ ہم کو بطخ کھلاتے تو بہت اچھا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن زرین (رضی اللہ عنہ)! میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے اللہ کے مال سے بجز دو پیالوں کے حلال نہیں۔ ایک پیالہ جو وہ خود کھائے اور اپنے اہل کو کھلائے جبکہ دوسرا پیالہ وہ جسے لوگوں کے سامنے رکھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک موٹی چادر تھی اور آپ رضی اللہ عنہ اعلان فرما رہے تھے کہ کون ہے جو اس چادر کو مجھ سے پانچ درہم میں خریدے اور مجھے ایک درہم کا نفع دے تاکہ میں اس کے ہاتھ اسے بیچوں۔

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک چادر تھی جبکہ ایک چادر کا آپ رضی اللہ عنہ

نے تہبند باندھ رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف دو کپڑے پہنتا ہوں تاکہ متکبر نہ بنوں اور یہ دو کپڑے میری نماز کے لئے بہتر ہیں۔

ثقیف کے ایک آدمی سے مروی ہے کہ ان کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دیہات کا عامل بنایا چونکہ دیہات میں نمازی ٹھہرا نہیں کرتے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب ظہر کا وقت ہو تو میرے پاس چلے آنا۔ چنانچہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی دربان موجود نہ تھا جو مجھے آپ رضی اللہ عنہ تک جانے سے روکتا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت ایک پیالہ اور ایک کوزہ پانی کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹی تھیلی منگوائی۔ میں سمجھا کہ شاید جواہرات کی تھیلی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے امین سمجھا ہے اور یہ تھیلی میرے لئے منگوائی ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس تھیلی کو کھولا تو اس میں ستو تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان ستوؤں کو نکالا اور پیالے میں الٹا اور اس میں پانی ڈال کر مجھے پلایا اور خود بھی پیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ عراق کا کھانا بہترین ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہر اس کھانے کو جو میرے پیٹ میں جائے مکروہ سمجھتا ہوں سوائے رزقِ حلال کے اور میں اپنی تھیلی پر مہر لگاتا ہوں تاکہ یہ دوسری تھیلیوں میں نہ مل جائے اور میں دوسری تھیلی استعمال کرلوں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوراک نہایت سادہ تھی آپ رضی اللہ عنہ روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر نرم کر کے کھایا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر نمک کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے جو کی روٹیاں، دودھ کا پیالہ اور نمک لا کر رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ کا پیالہ واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے لئے یہ جو کی روٹیاں اور نمک ہی کافی ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ رضی اللہ عنہ محض چند کھجوریں کھا کر گزارا کر لیتے تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بدو مالی اعانت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسے لذیذ کھانا پیش کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن میں کھانا کھانے لگے۔ بدو نے دیکھا کہ ایک شخص روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا رہا ہے۔ اس نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ میں لذیذ کھانا کھاؤں جبکہ وہ شخص روٹی کے خشک ٹکڑے کھائے میں اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے فرمایا: تم کھانا کھاؤ وہ یہ کھانا نہیں کھاتے وہ میرے والد بزرگوار امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لباس بھی نہایت معمولی ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اوڑھنے کے لئے صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپاتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ مدینہ منورہ کے ایک معمولی سے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ عالی شان محلوں سے آپ رضی اللہ عنہ کو شدید نفرت تھی یہی وجہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے تو دارالامارت میں قیام کرنے کی بجائے ایک میدان میں خیمہ لگا کر اس میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نیند آتی تو بلا تکلف فرشِ خاک پر لیٹ جاتے تھے۔

ابن الکوائر کے سوال کا شافی جواب:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ابن الکوائر نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سنت، بدعت، جماعت اور اختلاف کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا کیا فرمان ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنت، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ بدعت اس شے کا نام ہے جو سنت کو ترک کرنے والی ہے۔ جماعت اہل حق کے اجتماع کا نام ہے اور اختلاف اہل باطل کے اجتماع کا نام ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی ہو۔

اولادِ اسماعیل علیہ السلام کی اولادِ اسحٰق علیہ السلام پر کوئی فضیلت نہیں:

حضرت عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس دو عورتیں آئیں اور وہ دونوں عرب کی رہنے والی تھیں۔ ان میں ایک عورت دوسری عورت کی آزاد کردہ غلام تھی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ایک بوری غلہ اور چالیس چالیس درہم ان دونوں عورتوں کو دیئے۔ غلام عورت وہ مال لے کر چلی گئی جبکہ دوسری عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ میں عرب کی رہنے والی ہوں جبکہ وہ میری آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ عزوجل کی کتاب میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو اولادِ اسحٰق علیہ السلام پر کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہو۔

اللہ کے لئے:

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر المومنین! دو آدمی آتے ہیں جن میں سے ایک آپ کو اس قدر محبوب ہے کہ اتنی محبوب اپنی جان نہیں اور دوسرے کا حال یہ ہے کہ اگر اسے آپ کے ذبح کرنے پر قابو مل جائے تو آپ کو ذبح کر دے۔ آپ اس کے فیصلہ اس محبت رکھنے والے کے خلاف دیتے ہیں؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ فیصلہ میری چیز ہوتی تو میں تیری منشاء کے مطابق فیصلہ کرتا لیکن یہ ایک ایسی شے ہے جو صرف اللہ کے لئے ہے۔

مسلمانوں کا بازار:

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بازار گیا۔ بازار والوں کو دیکھا تو وہ اپنے مکانوں سے تجاوز کئے ہوئے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے عرض کیا کہ بازار والے اپنی جگہوں سے آگے بڑھ گئے

ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات کا انہیں اختیار نہیں، مسلمانوں کا بازار نمازیوں کی مسجد کی طرح ہے جو آدمی جس جگہ پہلے پہنچ گیا وہ اسی کے لئے ہے جب تک کہ اس جگہ کو چھوڑے نہیں۔

قرعہ اندازی:

حضرت کلیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصبہان سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کیا۔ اس مال میں ایک روٹی بھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کئے اور ہر حصہ میں اس ٹکڑے کو بھی شامل کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حصہ پانے والے ساتوں اشخاص کو بلایا اور ان کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ کسے پہلے حصہ دیا جائے۔

لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کو دیکھا جو کہ کھجور فروش کی دوکان پر کھڑی رو رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں نے اس دوکاندار سے ایک درہم کے عوض یہ کھجوریں لیں لیکن میرے آقا نے ان کھجوروں کو واپس کر دیا اب یہ دوکاندار ان کھجوروں کو واپس لینے پر راضی نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کی سفارش اس دوکاندار سے کی تو دوکاندار جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جانتا نہ تھا اس نے انکار کر دیا۔ اس دوران چند لوگ اس دوکان پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہوئے اس دوکاندار سے کہا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ دوکاندار یہ بات سن کر گھبرا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو۔ دوکاندار نے اس عورت سے کھجوریں لے کر اسے ایک درہم واپس کر دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو گے تو میں تم سے راضی رہوں گا۔

دنیا سے بے ر و:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہمیشہ دنیا سے بے اعتنائی برتتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کبھی مال اکٹھا نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر رات کی تنہائیوں میں دنیا کو یوں مخاطب ہوتے تھے: اے دنیا! کیا تو میرے سامنے بن سنور کر آتی ہے اور مجھ پر ڈورے ڈالتی ہے؟ میں تجھے ہمیشہ کے لئے خود سے جدا کر چکا ہوں اور تیری محفل حقیر ہے اور تیری ہلاکت آسان ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دنیا سے بے ر و کا یہ عالم تھا کہ خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بطورِ جہیز جو سامان لائی تھیں اس میں ان کے وصال تک کسی بھی قسم کا اضافہ نہ ہو سکا۔

بھلائی کو پیش نظر رکھو:

حضرت مہاجر عامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقرر کردہ گورنروں کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا: اپنی رعایا پر اپنے پردہ کو لمبا نہ کرنا اور حالات سے باخبر رہنا۔ لوگوں کی اکثر ضروریات کا تعلق تم سے ہے اور اگر کوئی تم سے انصاف طلب کرے تو اس سے انصاف کرنے میں کوئی مشقت نہیں میں تمہیں جو نصیحتیں کرتا ہوں ان پر عمل پیرا رہو اور بھلائی کو پیش نظر رکھو تا کہ لوگ تم سے نا اُمید نہ ہو جائیں۔

کھانا کھلانا:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو ایک صاع کھانے کے لئے جمع کروں اس سے کہ میں بازار جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں۔

ذمیوں کے حقوق:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ذمیوں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مقرر کردہ گورنر کے نام ایک خط تحریر فرماتے ہوئے لکھا: تمہارے علاقے کے زمینداروں نے تمہاری سختی، سنگدلی، تحقیر اور بے پروائی کی شکایت کی ہے۔ بیشک یہ لوگ مشرک ہیں مگر ان کے ساتھ ناروا سلوک نہ رکھنا اور ان کے لئے نرمی کا لباس پہننا اور ایسا سلوک کرنا جس سے یہ تمہارے نزدیک آ جائیں نہ کہ دور ہو جائیں۔

ایک مرتبہ ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس مسلمان کو قصاص کے بدلے قتل کرنے کا حکم دیا۔ مقتول کے عزیز و اقارب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے اسے معاف کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کہیں وہ ایسا کسی دباؤ کے تحت تو نہیں کر رہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہم اپنی مرضی سے یہ خون معاف کرتے ہیں۔

اللہ کے قبضہ میں:

حضرت عبیداللہ بن محمد بن عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے انہیں جو چھ درہم دیئے ہیں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ گئے اور آ کر کہا کہ والدہ کہتی ہیں کہ وہ چھ درہم آپ رضی اللہ عنہ نے آٹے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آدمی کا ایمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہے زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو کہ بندہ کے قبضہ میں ہے۔ تم جا کر اپنی ماں سے کہو کہ وہ چھ درہم دے دیں۔ چنانچہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ چھ درہم بھجوا دیئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کے حوالے کر دیئے۔ ابھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل بھی نہ ہوئے تھے ایک شخص آیا اس کے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ اس اونٹ کو بیچنا چاہتا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ وہ یہ اونٹ کتنے میں بیچنا چاہتا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں اسے ایک سو

چالیس درہم میں بیچوں گا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس اونٹ کو ادھر باندھ دے مگر ایک شرط پر کہ میں اس کی قیمت کچھ دیر میں ادا کروں گا۔ اس شخص نے رضامندی ظاہر کر دی اور اونٹ باندھ کر چلا گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابھی کھڑے ہی تھے کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اونٹ میرا ہے۔ اس شخص نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ اسے بیچنے کا ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس شخص نے قیمت پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اونٹ کی قیمت دو سو درہم بتائی۔ اس آدمی نے دو سو درہم دے کر وہ اونٹ لے لیا۔ کچھ دیر بعد وہ شخص آیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو چالیس درہم دیئے اور ساٹھ درہم لے کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں وہ ساٹھ درہم دے دیئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ ہیں جس کا اللہ عزوجل نے وعدہ کیا ہے اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اللہ عزوجل کی راہ میں ایک خرچ کرے گا اسے دس ملیں گے چنانچہ میں نے اس سائل کو چھ درہم دیئے اور اللہ عزوجل نے مجھے ان کے عوض ساٹھ درہم دے دیئے۔

حدود کو معاف کرنا:

حضرت ابومطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور لوگوں نے کہا کہ اس نے اونٹ چرایا ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تو نے نہیں چرایا؟ اس نے کہا: میں نے چرایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید تجھے اس اونٹ کے بارے میں شبہ ہو گیا ہو؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے ہی اونٹ چرایا ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آگ جلاؤ اور کاٹنے والے کو بلاؤ تا کہ وہ اس کا ہاتھ کاٹے یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اس سے پوچھا: کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس

نے کہا: نہیں۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کے کہنے پر اسے پکڑا اور اس کے کہنے پر ہی اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہوں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کیوں نہ روؤں کہ تم لوگوں کے درمیان میری اُمت کا ہاتھ کاٹا جارہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کیوں نہ کردیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین حاکم وہ ہے جو حدود کو معاف کرے تم آپس میں ہی حدود کے کام کی معافی کرلیا کرو اور معاملہ مجھ تک نہ لایا کرو۔

مال تقسیم کرنا:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک سال میں تین مرتبہ مال عطایا تقسیم کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ اصبہان سے کچھ مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علی الصبح منادی کروادی کہ عطا لینے کے لئے جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ لوگ ا فِ ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال تقسیم فرمادیا حتیٰ کہ رسی کو بھی آپ رضی اللہ عنہ نے تقسیم فرمادیا۔

حضرت عنترہ شیبانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جزیہ اور خراج میں ہر پیشہ ور کے پیشہ سے تیار شدہ چیز کو لے لیا کرتے تھے اور پھر اس کو لوگوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیت المال میں ایک رات کے لئے بھی مال نہ چھوڑتے تھے اور سارا مال تقسیم فرمادیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اے دنیا! تو مجھے دھوکہ نہ دے بلکہ میرے غیر کو دھوکہ دے۔

حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس قنبر نے آکر کہا: امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ ایک ایسے آدمی ہیں کہ کچھ باقی نہیں چھوڑتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کا بھی اس مال میں حصہ

ہے اور میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ چھپا رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا: چلئے اور دیکھ لیجئے کہ وہ کیا ہے؟ پھر قنبر آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کوٹھڑی میں لے گیا جہاں ایک بڑی لگن سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو قنبر سے فرمایا: تجھے تیری ماں گم کرے تو نے ارادہ کیا تھا کہ میرے گھر میں آگ داخل ہو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا وزن کروایا اور اس کو تقسیم فرما دیا۔

عمر کو ضائع کرنے والا:

حضرت مدائنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساری باتوں کو چھوڑ کر تم انتہا کو پہنچ چکے ہو تمہارے اعمال تمہارے سامنے ایسی جگہ پیش کئے جائیں گے جہاں دنیا کے دھوکہ میں پڑا ہوا ہائے حسرت پکارے گا اور عمر کو ضائع کرنے والا توبہ کی تمنا اور کافر واپسی کی تمنا کرے گا۔

فلاح پا گیا:

حضرت معاذ بن علاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے تمہارے اس مالِ غنیمت سے ایک شیشی کے سوا کچھ نہیں ملا جو مجھے ایک دہقان نے ہدیہ دی تھی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بیت المال تشریف لے گئے اور اس میں جو کچھ تھا اسے تقسیم فرما دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ آدمی فلاح پا گیا جس کے پاس ایک ٹوکری ہو جس میں سے وہ ہر دن میں ایک مرتبہ کھائے۔

بڑائی اور فضیلت:

حضرت اُم موسیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ ابن سبا ان کو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم پر فوقیت دیتا ہے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی بڑائی اور فضیلت بیان کرتا ہے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ضروری ہے کہ وہ شخص میرے ساتھ اس شہر میں نہ رہے جہاں میں رہوں۔

فتنے کھڑے کر دیئے:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم پر فوقیت دیتے ہیں۔ اب اگر آج کے بعد کسی شخص نے ایسی بات کہی تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین شخص حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد ہم فتنوں میں مبتلا ہو گئے اور بے شک اللہ عزوجل بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

عبادت میں خشوع وخضوع:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شب بیدار اور عبادت گزار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عبادت میں اس قدر خشوع وخضوع حاصل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے کھڑے ہوتے تو اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہ رہتی یہاں تک کہ جسم پر ہونے والی کسی واردات کی خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جو جسم میں اتنی گہرائی تک چلا گیا کہ اس کا نکالنا مشکل ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوں تو تم اس تیر کو نکال لینا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور اس تیر کو نکال دیا گیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُف تک نہ کی۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کو آگ لگ گئی۔ آگ اس قدر پھیل گئی کہ یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ رضی اللہ عنہ جل نہ جائیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو برابر آوازیں دیتے رہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ اپنے اردگرد

کے ماحول سے بے خبر نماز کی ادائیگی میں مصروف رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ختم کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ گھر کو آگ لگ گئی ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے اور یہ وہ امانت ہے جسے زمین و آسمان بھی اٹھانے سے قاصر تھے اور میں بھی اس وجہ سے کانپ اٹھتا ہوں کہ کہیں میں اس امانت کا حق صحیح طریقے سے نہ ادا کر پاؤں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ بھی اکثر و بیشتر روزے رکھا کرتے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے اور گھوڑے کی پشت پر سوار ہوتے یہاں تک کہ قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔

حکمت و دانائی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حکمت و دانائی کا ایک عالم قائل تھا اور اللہ عزوجل نے علم کے دس حصوں میں سے نو حصے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ وہ کب اور کہاں نازل ہوئی اور اس آیت کے معانی و مطالب کیا ہیں؟

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ وضو کے بعد کتنے دنوں تک موزوں پر مسح کیا جا سکتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم یہ مسئلہ علی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھو؟ جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسافر پر تین دن

اور تین رات اور مقیم پر ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

روٹیوں کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے کہ دو مسافرا فِ سفر کر رہے تھے۔ صبح کے وقت دونوں ایک جگہ پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک مسافر کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اس دوران ایک شخص کا گزر اس جگہ سے ہوا۔ اس شخص نے ان دونوں کو سلام کیا۔ ان دونوں حضرات نے اسے کھانے کی دعوت دی چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد اس شخص نے ان دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا کہ یہ آٹھ درہم میں تمہیں دیتا ہوں کہ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ اس شخص کے جانے کے بعد ان دونوں مسافروں کے درمیان رقم کی تقسیم پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں وہ کہتا تھا کہ میرے پاس پانچ روٹیاں تھیں اس لئے پانچ درہم میرے ہیں جبکہ دوسرا شخص کہتا تھا کہ نہیں رقم دونوں میں برابر تقسیم ہونی چاہئے۔ جب یہ معاملہ حد سے زیادہ بڑھ گیا تو دونوں شخص اپنا مقدمہ لے کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی بات غور سے سنی اور فرمایا کہ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اسے پانچ درہم ملنے چاہئیں۔ دوسرے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ منصفانہ فیصلہ ہے اور اگر میں فیصلہ کروں تو تمہیں ایک درہم ملے گا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات کو سن کر حاضرین محفل بھی حیران ہو گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں کی روٹیوں کے کل چوبیس ٹکڑے ہوئے اور ہر شخص کے حصے میں آٹھ آٹھ ٹکڑے آئے۔ اب تمہاری تین روٹیوں کے کل نو ٹکڑے ہوئے جن میں سے آٹھ تم نے کھا لئے اور ایک بچ گیا جبکہ دوسرے شخص کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے بنے جس میں سے اس نے آٹھ کھائے اور سات بچ گئے۔ لہٰذا تمہارے ایک ٹکڑے کے بدلے تمہیں ایک درہم اور اس کے سات ٹکڑوں کے بدلے اسے سات درہم ملیں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تین روٹیوں والے شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کرلیا۔

خواب پر حد قائم کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں تیری ماں کے ساتھ زنا کیا ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور حکم دیا کہ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کردو اور اس کو سو کوڑے مارو۔

اچھی اور خراب زمین:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی داڑھی مختصر تھی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید جامع العلوم ہے اگر قرآن مجید جامع العلوم ہے تو کیا قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہ کی گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا علم موجود ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت ذیل کی تلاوت فرمائی:

> ”جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو
>
> خراب زمین ہے اس میں سے تھوڑا مشکل سے نکلتا ہے۔“

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے یہودی! وہ اچھی زمین میری ٹھوڑی ہے جبکہ خراب زمین تیری ٹھوڑی ہے۔

مہمان نوازی:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں مہمان نوازی کے اوصاف بدرجہ اُتم موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیٹھے رو رہے تھے کہ پاس سے گزرنے والے ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سات روز سے میرے گھر

میں کوئی مہمان نہیں آیا اور میں اس لئے رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ نے مجھے ذلیل تو نہیں کر دیا۔

مسلمان کی عزت وتوقیر کرنا:

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس دو آدمی آئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے لئے گدا بچھایا۔ ایک شخص گدے پر بیٹھ گیا جبکہ دوسرا شخص زمین پر بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زمین پر بیٹھے ہوئے شخص سے کہا کہ تم بھی گدے پر بیٹھو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی خاطر تواضع کی۔

ستر ہزار فرشتے:

حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آئے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی عیادت کے لئے آتے ہیں اور عیادت کرنے والے کے لئے کثرت سے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر صبح کے وقت عیادت کی تو یہ فرشتے شام تک استغفار کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کی تو یہ فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور عیادت کرنے والے کے لئے جنت میں باغ ہوگا۔

تواضع:

حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ کی دادی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور اسے اپنی چادر میں اٹھا لیا۔ کسی نے ان سے عرض کیا کہ امیر المومنین! لائیے میں اسے اٹھا کر لے چلتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! بال بچوں والے کو اپنا بوجھ خود اٹھانا چاہیے۔

حضرت نوازن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تنہا بازار تشریف لے جاتے تھے اور بھوکے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ بتاتے تھے، گمشدہ مال کا اعلان

کرتے تھے، کمزور کی اعانت کرتے تھے، سبزی فروشوں اور تاجروں کے پاس سے گزرتے اور انہیں اللہ عزوجل سے ڈراتے تھے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔

ناپ تول پورا کرو:

حضرت جرموز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھر سے نکلتے اور ان کے اوپر دو سرخی مائل موٹی چادریں ہوتی اور ان کا تہبند نصف پنڈلی تک ہوتا اور چادر بھی زیادہ لمبی نہ ہوتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک درہ ہوتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بازار میں جا کر لوگوں کو اللہ کے تقویٰ اور اچھی خرید و فروخت کا حکم دیتے اور فرماتے کہ ناپ تول پورا کرو اور گوشت میں پھونک لگا کر اسے نہ پھلاؤ۔

اللہ کا حق:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والے کی ایک جماعت جہاد میں بھیجی اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر تو میرے گھر والوں کو خیر خیریت سے واپس بھیج دے تو میں تیرا ایسا شکر ادا کروں جیسا کہ تیرے شکر کا حق ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والے خیر خیریت سے واپس آ گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں اللہ کی نعمتوں پر کامل ہونے پر۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے یوں نہیں فرمایا تھا کہ اگر اللہ پاک ہم لوگوں کو واپس لائے گا تو جیسا کہ اللہ کا حق ہے ویسا شکریہ ادا کروں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے ایسا شکریہ ادا نہیں کیا؟

سورج واپس لوٹ آیا:

غزوۂ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھا اور سو گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ پریشان تھے۔ حضور نبی

کریم ﷺ کی آنکھ کھلی تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھ کر اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میری عصر کی نماز فوت ہوگئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حضور دعا کی اور سورج پلٹ آیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا فرمائی۔

لڑکے کی دیت:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نہایت مشکل مقدمہ آیا جس میں ایک ایسی عورت پیش ہوئی جس نے ایک ماہ کے اندر تین مردوں کے ساتھ خلوت کی تھی اور اب اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تھی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی دیت کے تین حصے کئے اور پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ جس شخص کے نام نکلا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اس شخص کے حوالے کر دیا جبکہ باقی دونوں اشخاص کو دیت کے تین حصوں کے دو حصے کر کے دے دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

* * *

کشف وکرامت

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صاحب کشف وکرامت تھے۔ کتب سیر میں آپ رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامات کا ذکر ہے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات کا تذکرہ بیان کیا جارہا ہے۔

اہل قبور سے گفتگو:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل قبور کو مخاطب کرتے ہوئے باآوازِ بلند سلام کیا اوران لوگوں سے ان کے حالات دریافت فرمائے۔ قبروں سے وعلیک السلام کی آوازیں بلند ہوئیں اوراہل قبور نے آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے گھروالوں کے حالات دریافت کیے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بیویوں نے نکاح کرلئے، تمہارے مال کو وارثوں نے تقسیم کردیا، تمہارے چھوٹے بچے یتیم ہونے کے بعد دربدر پھرنے لگے، تمہارے مضبوط اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اہل قبور نے کہا: امیرالمومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہوکر پھٹ گئے اور ہم نے جو کچھ دنیا میں خرچ کیا وہ یہاں پالیا اور ہم جو کچھ دنیا میں چھوڑ کر آئے تھے ہمیں اس میں گھاٹا اٹھانا پڑا۔

گرتی دیوار تھم گئی:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک ایسی دیور کے نیچے بیٹھے مقدمہ کا فیصلہ فرمارہے تھے جو کمزور تھی۔ لوگوں

نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ دیوار کمزور ہے آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے اٹھ جائیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو اللہ عزوجل بہترین محافظ ہے۔ چنانچہ مقدمہ کی کاروائی جاری رہی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے تو وہ دیوار گر پڑی۔

فالج زدہ ٹھیک ہو گیا:

علامہ تاج الدین سبکی کی کتاب ''طبقات'' میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دونوں شہزادوں حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خانہ کعبہ میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گڑگڑا کر مناجات کرتے ہوئے سنا جو بارگاہِ الٰہی میں زاروقطار روتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ الٰہی! تو تاریکیوں اور اندھیروں میں بے چین دلوں کی دعائیں سنتا ہے۔ الٰہی! تو بیماروں کی تکلیف دور فرماتا ہے۔ اے حرمِ کعبہ کے مالک! تو کبھی نہیں سویا جبکہ تیرے گھر کے اردگرد رہنے والے تمام سو گئے۔ الٰہی! تیری ذاتِ پاک کی امیدیں لے کر مخلوق تیرے حرم میں ا م ہوتی ہے میری خطا کو بھی معاف فرما اور تیرے سوا کون نعمتوں کی بارش کرنے والا ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا تو وہ شخص رینگتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کا قصہ دریافت کیا تو اس شخص نے بتایا کہ امیر المومنین! میں بڑی بے باکی کے ساتھ دن رات گناہ کرتا تھا اور میرا باپ نہایت صالح شخص تھا وہ مجھے گناہوں سے روکتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے باپ کی نصیحتوں سے تنگ آ کر اپنے باپ کو مارا جس پر میرے باپ نے حرمِ کعبہ میں آ کر میرے حق میں بددعا کی اور اس کے بعد مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور میں زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنے لگا۔ میں نے اپنے باپ سے رو رو کر معافی مانگی اور انہوں نے مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ حرمِ کعبہ چلو میں وہاں جا کر تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں اللہ عزوجل تمہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

چنانچہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حرمِ کعبہ کے لئے روانہ ہوا جہاں راستے میں میرا باپ اونٹنی سے گر پڑا اور فوت ہو گیا۔ اب میں تنہا حرمِ کعبہ میں اپنی صحت یابی کے لئے اللہ عزوجل کے حضور دعائیں مانگتا ہوں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سننے کے بعد فرمایا: اگر تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تو اللہ عزوجل بھی تجھ سے خوش ہو گیا۔ اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی جس کے بعد وہ شخص تندرست ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تیرا باپ تجھ سے راضی نہ ہوتا تو میں تیرے لئے ہرگز دعا نہ کرتا۔

خاوند نہیں بیٹا:

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''شواہد النبوۃ'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں قیام کے دوران ایک شخص کو بلایا اور اسے فرمایا کہ وہ فلاں مکان میں جائے اور وہاں جا کر ایک مرد اور عورت آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں انہیں لے کر میرے پاس آئے۔ جب وہ دونوں مرد اور عورت آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں کیوں جھگڑ رہے ہو؟ مرد نے کہا: امیر المومنین! میرا اس عورت سے نکاح کل ہوا۔ رات کو جب میں اس کے نزدیک جانے لگا تو مجھے اس سے نفرت ہو گئی جس پر ہمارے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حاضرینِ محفل کو جانے کا کہا۔ جب تمام حاضرینِ محفل چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا کہ تم اس مرد کو جانتی ہو؟ اس عورت نے کہا کہ میں کل سے پہلے اسے نہیں جانتی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اب اسے جان لوگی لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہوگا کہ تم جھوٹ نہیں بولوگی؟ اس عورت نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کر لیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم فلاں شخص کی بیٹی ہو

اور تمہارا نام یہ ہے۔ عورت نے اس بات کا اقرار کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جوانی میں بہت خوبصورت تھیں اور تمہارا چچازاد بھائی تم پر جان چھڑکتا تھا اور تم بھی اس سے محبت کرتی تھیں۔ اس عورت نے اس بات کا بھی اقرار کر لیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک روز تم دونوں نے زنا کیا جس سے تم حاملہ ہو گئیں اور تمہاری ماں نے تمہاری پردہ پوشی کی اور تم نے خفیہ طور پر ایک بچہ جنا جسے تم نے ایک دیوار کے نیچے ڈال دیا۔ جب تم اس بچے کو چھوڑ کر جانے لگیں تو ایک کتا اس بچے کی جانب لپکا جسے تم نے پتھر مارا اور وہ پتھر کتے کی بجائے اس بچے کے سر میں لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ تم نے اس بچے کا سر اپنے دوپٹے سے باندھا اور وہاں سے چلی گئیں اس کے بعد تم نے اس بچے کی کچھ خبر نہ ہوئی۔

اس عورت نے اعتراف کیا کہ اس سے یہ فعل سرزد ہوا اور اس نے ایک بچہ جنا جسے اس نے ایک دیوار کے نیچے ڈال دیا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بچے کو فلاں قبیلے والے اٹھا کر لے گئے اور اس کی پرورش کی۔ وہ بچہ جوان ہونے کے بعد دوبارہ واپس اسی شہر آ گیا اور اب تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ اپنا سر کھولے۔ اس شخص نے جب اپنا سر کھولا تو اس کے ماتھے پر زخم کا نشان موجود تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارا خاوند نہیں بیٹا ہے اور اللہ عزوجل نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا۔

کٹے ہوئے ہاتھ کا جوڑنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک حبشی غلام تھا جو نہایت محبّ اور وفادار تھا۔ ایک مرتبہ اس نے چوری کر لی لوگوں نے اس کو پکڑ کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جہاں اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر روانہ ہوا تو راستے میں اس کی ملاقات حضرت ابن الکراء رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے جب پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کیسے کٹا؟ تو اس نے بتایا کہ میں نے چوری کی تھی۔ حضرت ابن الکراء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ اس نے کہا کہ

میرا ہاتھ امیر المومنین، داماد رسول اللہ ﷺ نے کاٹا۔ حضرت ابن الکراء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے تمہارا ہاتھ کاٹا لیکن تم ان کا تذکرہ خیر سے کرتے ہو؟ اس غلام نے کہا: انہوں نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کاٹا اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچالیا۔ حضرت ابن الکراء رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس غلام کو طلب فرمایا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے باندھ دیا اور دعا فرمائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے رومال کھولا تو اس کا ہاتھ دوبارہ جڑ چکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھ کبھی کٹا نہ ہو۔

قرآن مجید لمحوں میں ختم کرنا:

صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب پر پاؤں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جاتا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید ختم کر چکے ہوتے۔

دریا کی طغیانی ختم ہوگئی:

ایک مرتبہ دریائے فرات میں سخت طغیانی آگئی جس سے سیلاب آگیا اور تمام کھیت پانی میں ڈوب گئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضور نبی کریم ﷺ کا جبہ مبارک و عمامہ شریف اور چادر زیب تن فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دریائے فرات کی جانب روانہ ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے فرات پر پہنچ کر اپنا عصا سے دریائے فرات کی جانب اشارہ کیا جس سے دریا کا پانی کم ہونا شروع ہوگیا یہاں تک کہ لوگوں نے شور مچایا: امیر المومنین! بس کیجئے اتنا کافی ہے۔

درندوں کی اطاعت:

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

کہنے لگا کہ امیر المومنین! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں لیکن مجھے جنگلی درندوں سے ڈر لگتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی اس شخص کو دیتے ہوئے فرمایا: جب بھی تمہارے نزدیک کوئی درندہ آئے تم اسے میری یہ انگوٹھی دکھانا اور کہنا کہ یہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے۔ چنانچہ وہ شخص سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں ایک خونخوار درندہ اس پر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے اس درندہ کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی دکھائی اور کہا کہ یہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی ہے۔ وہ درندہ آپ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی دیکھ کر بھاگ گیا۔

چشمہ جاری ہوگیا:

مقامِ صفین پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر لشکر سمیت ایسی جگہ سے ہوا جہاں پانی دستیاب نہ تھا۔ لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ سے پانی کی نایابی پر شکوہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک جانب جا کر فرمایا کہ یہاں کھدائی کرو۔ چنانچہ اس جگہ زمین کی کھدائی کی گئی لیکن ایک بھاری پتھر آڑے آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پتھر کو ایک ہی جھٹکے میں باہر نکال دیا جیسے ہی وہ پتھر باہر نکلا وہاں سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اور جانوروں نے سیر ہو کر وہ پانی پیا۔ جب لشکر نے اپنی تمام مشکیں پانی سے بھر لیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پتھر اسی جگہ پر رکھ دیا جس سے پانی کا وہ چشمہ بند ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کو دیکھ کر قریب واقع ایک گرجا کا پادری حاضر خدمت ہوا اور درخواست کی کہ مجھے دائراہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ تم ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے؟ اس پادری نے کہا کہ میں نے الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس جگہ ایک پوشیدہ چشمہ ہے جسے وہ جاری کرے گا جو نبی آخر الزماں کا وصی ہوگا اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً نبی آخر الزماں کے وصی ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب اس کا کلام سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے یہاں تک کہ داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

* * *

KITABISTAN.BLOGSPOT.COM

فرمودات

- عقیدہ میں شک رکھنا شرک کے برابر ہے۔
- خندہ روئی سے پیش آنا سب سے بڑی نیکی ہے اور کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
- شکر نعمت حصولِ نعمت کا باعث ہے۔
- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات میں سے ہے۔
- فاسق کی برائی کرنا غیبت نہیں۔
- سخاوت کے ساتھ احسان رکھنا نہایت کمینگی ہے۔
- علم بے عمل ایک آزار ہے اور عمل بغیر اخلاق بے کار ہے۔
- شرافت عقل و ادب سے ہے نہ کہ مال و نسب سے۔
- حرام کاموں سے نفس کو روکنا بھی صبر کی ایک قسم ہے۔
- جب تک کوئی بات تیرے منہ میں بند ہے تب تک تو اس کا مالک ہے اور جب زبان سے نکال چکا تو وہ تیری مالک ہے۔
- اول عمر میں جو وقت ضائع کیا آخر عمر میں اس کا تدارک کرتا کہ انجام بخیر ہو۔
- علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔
- میزانِ عمل کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔
- حرص سے روزی نہیں بڑھتی مگر آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

- حیاء یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ سے حیاء کرے۔
- صدق یقین کے ساتھ سونا اس نماز سے بہتر ہے جو شک کے ساتھ پڑھی جائے۔
- جس شخص کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہو جائے وہ اس کے لئے شر بن جاتا ہے۔
- احمق کی عقل اس کی زبان کے پیچھے ہوتی ہے جبکہ عقل مند کی زبان اس کی عقل کے پیچھے ہوتی ہے۔
- خواہش نفسانی کو علم کے ساتھ اور غضب کو حلم کے ساتھ مار ڈال۔
- فضول امیدوں سے بچو کیونکہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہے۔
- اللہ عزوجل کی رضا یہ ہے کہ بندہ اس کی تقدیر پر راضی ہو۔
- بہترین کلام وہ ہے جس سے سننے والے پر ملال اور بوجھ نہ ہو۔
- بوڑھے شخص کی رائے جوان کی قوت و زور سے زیادہ اچھی ہے۔
- جو زاہد لوگوں سے دور ہو تو اس کی تلاش کرو اور جو زاہد لوگوں کو تلاش کرے اس سے دور بھاگو۔
- جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے یہ توفیق بخشتا ہے کہ وہ زمانہ کے واقعات سے عبرت حاصل کرے۔
- جو شخص اپنی بیداری سے مدد نہیں لیتا وہ محافظوں کی نگہبانی سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔
- جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے اللہ عزوجل خود اس کا مقابلہ کرتا ہے۔
- ہر آدمی کی رائے اس کے ذاتی تجربے کے مطابق ہوتی ہے۔
- تجربہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور عقل مند ان میں ترقی کرتا ہے۔
- جو شخص خود کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے۔
- خلق الٰہی سے نیکی کرنے سے جس قدر حقیقی شکر گزاری ہوتی ہے وہ اور کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

* * *

کتابیات

۱۔ بخاری شریف از امام اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ مسلم شریف از امام محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ تفسیر ابن کثیر از حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ مشکوٰۃ شریف
۵۔ ترمذی شریف
۶۔ تفسیر روح المعانی
۷۔ مسند امام احمد
۸۔ تاریخ طبری
۹۔ سیر الصحابیات
۱۰۔ کنز العمال
۱۱۔ شعب الایمان
۱۲۔ تفسیر کبیر
۱۳۔ تفسیر خازن
۱۴۔ کراماتِ صحابہ
۱۵۔ شاہکار شجاعت